امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ و جھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون

مولانا رضوان احمد ندوی

جلد نمبر 60/70 شمارہ نمبر 44 مورخہ ۲۲ ربیع الاول ۱۴۴۲ھ مطابق ۹ نومبر ۲۰۲۰ء بروز سوموار

اس شمارہ میں

■ اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
■ دینی مسائل
■ یادوں کے چراغ، کتابوں کی دنیا
■ موجودہ عالمی مسائل اور۔۔۔
■ دار القضاء اور محاکمہ شرعیہ۔۔۔
■ بوڑھے ماں باپ اور ہمارا معاشرہ
■ حالات بدل سکتے ہیں
■ اخبار جہاں، طب و سائنس، ہفتہ رفتہ

منزل کی تمنا ہے تو کر جہد مسلسل

بین السطور

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

ہر آدمی کامیابی کے بام عروج کو چھونے کا خواہش مند ہوتا ہے، یہ خواہش کسی خاص فرد اور طبقہ میں نہیں بلکہ تمام لوگوں کے پاس ہوتی ہے، جو لوگ اپنی خواہش کو کامیابی سے ہم کنار کرنے کے لیے جد وجہد کرتے ہیں، وہ منزل کو پالیتے ہیں، اللہ رب العزت کا ارشاد ہے کہ انسان کو بقدر محنت وکوشش ہی ملا کرتا ہے،

عربی کا مشہور مقولہ ہے من جد وجد جس نے کوشش کیا پالیا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ منزل کو پانے کے لیے جاں فشانی، محنت مشقت اور جہد مسلسل کے بغیر کوئی کامیابی حاصل نہیں کی جاسکتی دنیا میں مختلف شعبوں میں جو کامیاب لوگ ہیں ان کی زندگی کا مطالعہ ہمیں بتاتا ہے کہ انہیں کامیابی اتفاقاً نہیں ملی ہے، اس کے لیے انہوں نے جی جان لگا دیا، ہندوستان کے سابق صدر جمہوریہ، عظیم سائنس داں مفکر اور دانشور اے پی جے عبد الکلام کا کہنا تھا کہ بڑا مقصد بڑی محنت اور بڑی لگن چاہتا ہے، وہ چھوٹے ہدف، نشانے اور مقصد کو جرم تصور کرتے تھے، ان کا کہنا تھا کہ خواب وہ نہیں ہے جو آپ سوتے ہوئے دیکھتے ہیں، خواب وہ ہے جو آپ کو سونے نہ دے، عربی کا ایک مصرعہ ہے، جس کا مفہوم ہے، جو بلندی کا خواہش مند ہوتا ہے وہ راتوں کو جاگتا ہے۔ ”من طلب العلیٰ سہر اللیالی“ جاگنے اور محنت کے راستہ میں رکاوٹیں بھی آتی ہیں، لیکن اولوالعزم لوگ ان رکاوٹوں کو دور کرکے منزل تک پہونچتے ہیں، اس کے لیے پختہ عزم وارادہ کی ضرورت ہوتی ہے، یہ عزم وارادہ اور حوصلہ چھوٹی سے چھوٹی چیزوں کو دیکھ کر بھی پیدا ہوسکتا ہے، چیونٹی کو دیکھیے، بار بار اپنے وزن سے زیادہ بوجھ لے کر چلتی ہے، رکتی ہے، گرتی ہے، دوبارہ اٹھاتی ہے اور بارہا گرنے کے باوجود وہ حوصلہ نہیں ہارتی اور منزل پر جاکر ہی دم لیتی ہے، پتھر بہت سخت ہوتا ہے اور اس میں سوراخ کرنا آسان نہیں ہوتا، لیکن پانی کا قطرہ مسلسل اس پر گرتا رہے تو سوراخ کر دیتا ہے، زیادہ تیزی میں گرنے لگے تو پتھر کو اس کی جگہ سے ہٹا دیتا ہے۔ ان مثالوں میں ہمارے لیے سبق ہے کہ ہمیں ناکامیوں سے گھبرانا نہیں چاہیے، مایوسی سے بچنا چاہیے، اور منزل تک پہونچنے کے لئے مسلسل کوشش کرتے رہنا چاہیے، یوں بھی اللہ پر ایمان رکھنے والے مایوس نہیں ہوا کرتے، زندگی میں آگے بڑھنے کے لیے ضروری ہے کہ راستوں کو بند نہ سمجھا جائے، راستہ کبھی بند نہیں ہوتے، ہر بند راستے کے قریب سے ایک متبادل سڑک ہوتی ہے جو آگے جاکر شاہ راہ کو جوڑتی ہے، بے حوصلہ لوگ راستے بند دیکھ کر واپسی کی راہ لیتے ہیں، اور باعزم وحوصلہ لوگ اس متبادل راستے پر چل پڑتے ہیں، جسے ڈائی ورزن (Diversion) کہا جاتا ہے، یہ ڈائی ورزن منزل اور مقصد سے نہیں ہوتا بلکہ راستے اور طریقوں سے ہوتا ہے اس لیے کہ ہدف میں بار بار تبدیلی کرنے والے ناکام ہوجاتے ہیں، اس لیے ہدف اور مقصد سوچ سمجھ کر قائم کرنا چاہیے، بڑوں کے مشورے اور گارجین کی راہنمائی میں منتخب کرنا چاہیے، اس انتخاب میں اپنی دلچسپی کا بھی خیال رکھنا چاہیے، تاکہ طبیعت میں امنگ باقی رہے، کئی بار دیکھا گیا ہے کہ ہدف ایسا مقرر کرلیا گیا جس سے ذہنی ہم آہنگی نہیں ہے، ایسے میں مقصد کے حصول کے لیے جدوجہد کی طرف طبیعت مائل نہیں ہوتی اور انسان اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مارتا رہتا ہے، جس کا ٹھیٹھ ترجمہ جھک مارنا ہے، جھک ماری اور چیز ہے اور خوش دلی سے محنت دوسری چیز۔

ہدف اور مقصد کو پانے میں ہمارے طلبہ وطالبات مالی دشواریوں کا رونا روتے ہیں، کوچنگ کلاسز کے مہنگے ہونے اور قوت خرید نہ ہونے کا شکوہ کرتے ہیں، یقیناً کبھی یہ بھی رکاوٹ کا سبب ہوتا ہے، لیکن اللہ نے آپ کو ایک سوچنے والا دماغ، دو کام کرنے والے ہاتھ اور منزل کی طرف رواں ہونے کے لیے دو پاؤں دیے ہیں، اس رکاوٹ کو دور کرنے کے لیے سوچیے، دماغ کو کام میں لائیے، ہاتھ سے مالی دشواریوں کو دور کرنے کی کوشش کیجیے، پاؤں کو منزل کی طرف رواں رکھنے کے لیے ہر جائز جتن کیجیے۔ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا بکریوں کو چرانا، کھجور کے باغات کی سینچائی کرنا، محنت مزدوری کرنا یہ اسوہ ہے ہمارے لیے، خصوصاً ان کے لیے جن کے راستے میں مالی رکاوٹ عفریت کی طرح منہ کھولے کھڑی ہے، اے پی جے عبد الکلام نے ہدف کو پانے کے لیے نبی کے اس اسوہ کو اپنایا، غربت اور مفلسی کی چادر کو تار تار کرنے کے لیے اخبار کے ہاکر کا کام کیا، انٹر کے امتحان کے لیے فیس مہیا نہیں ہو رہی تھی تو بہن کے کنگن گروی رکھے اور پھر اس بحران کو عبور کرکے ملک کے سر کا تاج بن گیے، کہنے کا مطلب یہ ہے کہ مالی پریشانیوں کو دور کرنے کے لیے کسی بھی جائز اور حلال کام کو جز وقتی طور پر کیا جاسکتا ہے، ان چھوٹے چھوٹے کاموں کی مثال اس لیے دی گئی ہے کہ کامیابی کے ہدف تک پہونچنے کے لیے کسی کام کو ہلکا نہ سمجھا جائے، آج کل تو جز وقتی کام کے بڑے مواقع صحافت، کمپیوٹر، کال سنٹر اور کل کارخانوں میں کثرت سے موجود ہیں، ضرورت ہمیں اپنے مزاج کے اعتبار سے اسے اپنا کر معاشی تنگی دور کرنے کی ہے، گذشتہ سالوں میں کچھ ایسے ادارے بھی وجود میں آگیے ہیں جو آپ کو ہدف تک پہونچانے کے لیے معاون ومددگار ہیں، ان میں سب سے نمایاں رحمانی۔ ۳۰ ہے، جو امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی دامت برکاتہم کی قیادت میں ایسے غریب وبے سہارا طلبہ وطالبات کے لیے مفت کوچنگ، رہائش اور خورد ونوش کا انتظام کرتی ہے، بڑی تعداد میں وہاں سے طلبہ وطالبات کامیاب ہوکر اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہیں۔ اس سلسلے میں ہمارے بچوں کا مزاج روشنی سے زیادہ پانی کی طرح ہونا چاہیے، روشنی بہت اچھی چیز ہے بلکہ علم کو نور ہی کہا گیا ہے، لیکن اس نور کے حصول کے لیے روشنی کی ایک صفت کو ترک کرنا ضروری ہے، آپ پھیلی ہوئی روشنی کو کھڑکی پر پردہ ڈال کر روک سکتے ہیں، اور اس کی تیز رفتاری چاہے سائنس دانوں کے مطابق جس قدر ہو کپڑے کا ایک پردہ اس کی رفتار کو روک سکتا ہے، اس کے برعکس پانی کو دیکھیں، پانی کی رفتار کو راستے میں حائل پہاڑ بھی نہیں روک پاتا، پانی کے راستے میں اگر کوئی چیز حائل ہوجاتی ہے تو دائیں بائیں سے وہ راستہ لیتا ہے اور اس وقت تک رواں رہتا ہے، جب تک اس میں روانی کی سکت باقی رہتی ہے، ہدف کو پانے کے لیے اسی قسم کی محنت کی ضرورت ہوا کرتی ہے اور آخری حد تک اپنی توانائی لگا دینی پڑتی ہے، ہمارے بچوں کا رویہ یہ ہے کہ وہ والدین کے غریب ہونے کی صورت میں اپنا ہاتھ پیر نہیں چلاتے، بس شکوہ کناں ہوتے ہیں کہ میرے والدین کے پاس کوچنگ اور شہر میں رہائش کے اخراجات کے پیسے نہیں ہیں، اس لیے میں نہیں پڑھ رہا ہوں، وہ اپنے اندر چھپی صلاحیت کو بروئے کار نہیں لاتے اور اطمینان سے اپنی قسمت کو قصوروار بنا کر بیٹھ جاتے ہیں، ایسے لوگ ہمیشہ ناکام ہی رہا کرتے ہیں۔

قسمت یقیناً بڑی چیز ہے، اور اللہ جو چاہیں گے وہی ہوگا، اس پر ہمارا ایمان وعقیدہ ہے، لیکن یہ یاد رکھنا بھی ضروری ہے کہ ہمیں اسباب اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور قسمت نیز مشیت ایزدی کو ہم سے چھپایا گیا ہے، اس کا مطلب ہے کہ تقدیر کے بھروسے بیٹھنے کا حکم ہمارے لیے نہیں ہے، ہمیں ہدف کو پانے کے لیے قدم اٹھانا چاہیے، حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول ہے کہ آدمی ایک پاؤں اٹھائے تو اللہ دوسرا قدم اٹھوا دیتے ہیں، اللہ اس کے علاوہ بھی کرسکتے ہیں، وہ قادر مطلق ہیں، لیکن اللہ رب العزت کا طریقہ وہی ہے جس کا ذکر کیا گیا؛ اس لیے ہمیں زندگی کے ہر موڑ پر اسباب کو اختیار کرنا چاہیے، سخت جدوجہد کرنی چاہیے؛ کیوں کہ مسلسل محنت ہی کامیابی کے لیے ماسٹر کی (Master Key) اور شاہ کلید ہے۔

محنت کرنے سے جب منزل قریب آجاتی ہے تو خوشی اور مسرت کا عالم عجیب ہوتا ہے، ایسے میں وہ محنت سے گھبراتے نہیں اپنی ضرورت کی تکمیل کے ساتھ وہ دوسروں کی مدد کے لیے بھی تیار رہتے ہیں، حالاں کہ اس مدد کے نتیجے میں ان پر محنت کا اضافی بوجھ پڑتا ہے، لیکن وہ اسے دوسروں کی خوشی کے لیے گوارہ کرلیتے ہیں، اس لیے ان پر ناگواری کی کیفیت نہیں طاری ہوتی، بلکہ انہیں ذہنی سکون ملتا ہے، آپ کا تعلق زندگی کے جس شعبہ سے بھی ہو، پڑھ رہے ہوں، ملازمت کر رہے ہوں، تجارت میں مشغول ہوں، کوئی ہنر سیکھ رہے ہوں، سب میں آپ کی ذاتی دلچسپی اور سخت محنت ہی آپ کو کامیابی سے ہم کنار کرسکتی ہے، جو لوگ سست اور کاہل ہیں، جو اپنی منزل تک پہونچنے کے لیے نہ محنت کرتے ہیں اور نہ ہی حوصلہ بنا پاتے ہیں، وہ جلد ہی تاریخ کا حصہ بن جاتے ہیں اور ناکام لوگوں کی فہرست میں جگہ پاتے ہیں۔ خوب یاد رکھیے ؎

منزل کی تمنا ہے تو کر جہد مسلسل
خیرات میں تو چاند ستارے نہیں ملتے

سنہرے الفاظ

”صبح کی نیند انسان کے ارادوں کو کمزور کرتی ہے، منزلوں کو حاصل کرنے والے کبھی دیر تک سویا نہیں کرتے ☆ سسکتی ہوئی سانسوں اور سلگتی ہوئی جھاڑیوں میں کوئی شور تو نہیں ہوتا، مگر چھیڑنے اور جھنجھوڑنے پر جو لاوہ نکلتا ہے وہ سب کچھ جلا کر راکھ کر دیتا ہے ☆ اللہ کی عبادت دنیا کے ہر غم کا علاج ہے ☆ جو والد کی قدر کرتا ہے وہ کبھی غریب نہیں ہوتا اور جو ماں کی قدر کرتا ہے وہ کبھی بدنصیب نہیں ہوتا۔“

(حاصل مطالعہ)

بلا تبصرہ

”اگر کئی ریاستوں میں نسل در نسل چلنے والی بدعنوانی سیاسی روایت کا حصہ بن گئی ہے اور ملک کو دیمک کی طرح کھوکھلا کر رہی ہے تو پھر اس سے نمٹنے کے لیے خصوصی طریقہ کار اختیار کرنا وقت کا مطالبہ ہے، یہ مانگ کب پوری ہوگی ——— بدعنوانی سے جڑے تمام معاملے جانچ اور عدالتی شنوائی سے آگے نہیں بڑھ پا رہے ہیں۔“

(دینک جاگرن ۲۹/اکتوبر ۲۰۲۰ء)

Scanned with CamScanner

اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں

(مولانا رضوان احمد ندوی)

حالات بہتر ہوں گے

کیا ہم نے آپ کا سینہ کھول نہیں دیا اور ہم نے آپ کا بوجھ اتار دیا ہے جو آپ کی پیٹھ کو توڑ رہا تھا اور ہم نے آپ کی خاطر آپ کا نام اونچا کردیا، بے شک تنگی کے ساتھ آسانی ہے اور جب آپ فارغ ہو جائیے تو عبادت میں محنت کیجئے اور اپنے رب کی طرف راغب ہو جائیے۔(سورہ الم نشرح)۔

مطلب:۔ اس سورہ میں اللہ رب العزت نے محسن انسانیت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی نعمتوں کا ذکر کر کے آپ کی دل جوئی کی اور احسان جتایا کہ اللہ نے آپ کو شرح صدر عطا فرمایا، آپ کے بوجھ کو ہلکا کیا اور ذکر جمیل فرمایا، نبوت کے ابتدائی عہد میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑی تکلیف اٹھانی پڑی، حالات ناموافق تھے، دشمنوں نے آپ کے لئے کانٹے بچھائے، لیکن آپؐ اپنے دعوتی مشن میں لگے رہے، تو اللہ تعالیٰ نے آہستہ آہستہ حالات کو بہتر بنا دیا، آپ کے دل پر جو گراں بار تھا اسے دور کردیا اور آپ کی دعوت کو آپ کی زندگی میں ہی پورے جزیرۃ العرب میں پھیلا دیا، پھر آپ کے ذکر جمیل سے سارا عالم رطب اللسان ہو گیا، غور کیجئے کہ شب و روز کے ۲۴ر گھنٹوں میں کوئی لمحہ ایسا نہیں جہاں اذان کی آواز بلند نہ کی جاتی ہو اور اللہ کے ساتھ آپ کا ذکر نہ ہوتا ہو، قدرت کا یہی نظام ہے کہ وہ تنگی کے بعد آسانی لاتا ہے، جب آدمی اپنی فکر و نظر استعمال کر کے مشکلات سے نکلنا چاہتا ہے اور اللہ پر بھروسہ کر کے آگے بڑھتا ہے اور ہمت نہیں ہارتا ہے تو طوفان رک جاتا ہے، آندھیاں بند ہو جاتی ہیں، معلوم ہوا کہ ہر شخص کو چاہئے کہ سختی پر صبر کرے اور سچے دل سے اللہ پر ایمان رکھے اور ہر طرف سے ٹوٹ کر اسی سے لو لگائے اور اسی کے فضل کا امیدوار رہے اور کامیابی میں دیر ہونے سے آس نہ توڑے تو ضرور اللہ ان کے مطابق آسانی کردے گا (فوائد عثمانیہ) ماضی میں اس امت پر بہت سے مشکل حالات پیش آئے جس کی ایک مستقل اور طویل تاریخ ہے، لیکن ان حالات میں مردان خدا نے دعاء و مناجات کے ساتھ اپنی استطاعت کے مطابق تدبیر اختیار کیں اور حکمت و دانش مندی کے ساتھ حالات کا مقابلہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے دشوار گذار راہوں کو آسان بنا دیا، اسی طرح وہ ابتلاء و آزمائش کی گھڑیوں میں پورے طور پر کامیاب رہے، کیونکہ ہر مصیبت کے ساتھ آسانیاں ہوتی ہیں، اس دنیا میں راحت و تکلیف دونوں ساتھ ساتھ لگی ہوئی ہیں، مصیبت کے بعد راحت ملا کرتی ہے جب مصیبت و بے چینی پہونچے تو یوں سمجھئے کہ یہ راحت کا پیش خیمہ ہے، اس کے بعد آرام ملنے والا ہے، کیونکہ یہ سب اللہ کی طرف سے ہے، اس وقت ہندوستان کے مسلمان بھی ابتلاء و آزمائش کے دور سے گذر رہے ہیں، ان نامساعد حالات سے گلوخلاصی کے لئے اللہ سے مدد بھی مانگ رہے ہیں اور اس کے لئے جو مادی اسباب اور طریقہ کار ہو سکتے ہیں، انہیں بھی اختیار کر رہے ہیں، اللہ کی ذات کارساز ہے، ان شاء اللہ جلد صبح نمودار ہوگی اور ضلالت و گمراہی کے بادل چھٹیں گے، شاید ہمارے ایمان میں تازگی پیدا کرنے کے لئے اس طرح کے حالات پیدا کئے گئے ہیں، اس لئے اللہ کی ذات پر اعتماد کرتے ہوئے ہم ہمت و حوصلہ کے ساتھ حالات کا مقابلہ کریں، اللہ ہم سب کو اپنے مقصد میں کامیابی عطا فرمائے۔

دوستی اور دشمنی میں حد سے نہ بڑھو

حضرت ابو ہریرہؓ نے یہ روایت مرفوعاً نقل کی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ اپنے دوست کے ساتھ معمول کے مطابق اندازہ سے محبت کرو، ہو سکتا ہے کہ کسی دن وہ آپ کا دشمن بن جائے اور اپنے دشمن کے ساتھ تھوڑی نفرت کرو، ہو سکتا ہے کہ وہ کسی دن آپ کا دوست بن جائے۔ یہ حدیث غریب ہے (ترمذی شریف، باب ماجاء فی الاقتصاء فی الحب والبغض)

وضاحت:۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو مختلف قسم کی صلاحیتوں سے نوازا ہے، کسی کے مزاج میں نرمی ہوتی ہے اور کوئی تند خو ہوتا ہے اور بسا اوقات کسی کے اندر نرمی اور گرمی دونوں ہوتی ہیں، یعنی قوت غضبی بھی اور قوت ملکوتی بھی، چنانچہ شریعت اسلام نے ان تمام مرحلوں میں ہر قوت کے استعمال کے لئے مقام اور محل کا تعین فرما دیا، لیکن اس میں بھی اعتدال و توازن اختیار کرنے کی تعلیم دی، محبت اور نفرت بھی انسان کی فطرت اور مزاج میں موجود ہوتی ہے، اس میں بھی میانہ روی ہونی چاہئے، کبھی کبھی کسی چیز کی محبت انسان کو اندھا بنا دیتی ہے اور دشمنی سخت دل اور بے رحم بنا دیتی ہے، اگر یہی دشمنی کل کو دوستی اور محبت میں بدل گئی تو آپ اس کے سامنے پشیمان اور شرمندہ ہوں گے، اسی طرح دوستی میں حد سے آگے نہ بڑھئے اگر کل کو تعلقات میں ناہمواری پیدا ہو گئی تو وہ آپ کے رازہائے سربستہ کو افشا کردیں گے، اس لئے کسی سے دوستی حد میں رہ کر احتیاط کے ساتھ کریں، کسی شاعر نے کہا: دشمنی جب کسی سے ہوتی ہے، ابتدا دوستی سے ہوتی ہے، بزرگوں نے اس کی حکمت یہ بیان کی ہے کہ حالات بدلتے رہتے ہیں اگر دشمنی کی حالت میں اس کی ایذاء رسانی اور بے عزتی کی گئی تو دوست بن جانے کے بعد آپ کو اس کے روبرو شرمندگی اٹھانی پڑے گی، ہم لوگوں کی ایک بڑی کمزوری یہ ہے کہ معمولی فروعی اختلاف میں دوری اختیار کر لیتے ہیں اور ایک دوسرے کی ہجو گوئی شروع کر دیتے ہیں، جو کہ حکمت اور دور اندیشی کے قطعی خلاف ہے، سب سے اہم بات یہ ہے کہ دوستی اور دشمنی اللہ کے لئے ہو، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "الحب فی اللہ و البغض فی اللہ من الایمان" اللہ کے لئے دوستی اور اللہ کے لئے دشمنی ایمان کا حصہ ہے، جو لوگ مفاد کی بنیاد پر دوستی اور دشمنی کرتے ہیں وہ اکثر دھوکہ کھاتے ہیں، دیکھا یہ گیا کہ آج کل زیادہ تر لوگ خود غرضی اور مفاد پرستی کی بنیاد پر کسی کو دوست بناتے ہیں، اگر ان سے کوئی فائدہ نہیں پہونچا تو پھر اس کی برائیاں بیان کرنے لگتے ہیں اور اس کے بعد تعلقات کی ڈور ٹوٹنے لگتی ہے، ایسی دوستی سے گریز کرنا چاہئے، حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت حسن سے چار قسم کے لوگوں سے دوستی نہ کرنے کی نصیحت کی (۱) بے وقوفوں کی دوستی سے پرہیز کرو وہ تم کو نفع پہونچانا چاہے گا لیکن نقصان پہونچ جائے گا (۲) بخیل کی دوستی سے بچو، کیونکہ وہ تم سے ان لوگوں کو دور کردے گا جن کی تم کو زیادہ ضرورت ہے (۳) بُرے آدمی کی دوستی سے بچو کیونکہ وہ تمہیں کوڑیوں کے مول بیچ دے گا (۴) جھوٹے آدمی کی دوستی سے بچو وہ سراب کی طرح ہے جو قریب کے لوگوں کو تجھ سے دور کر دیتا ہے اور دور کے لوگوں کو نزدیک کرتا ہے، ان نصیحتوں میں بڑی حکمت پوشیدہ ہے اور ہم سب کو دوستی کے وقت ان باتوں کا خیال رکھنا چاہئے، تاکہ بعد میں کف افسوس نہ ملنا پڑے۔

دینی مسائل

(مفتی محمد احکام الحق قاسمی)

ناپ تول میں کمی بیشی

مارکیٹ میں ناپ تول میں کٹوتی اور ڈنڈی مارنے کا رواج اس قدر بڑھ گیا ہے کہ لوگوں نے باٹ بھی نوسو گرام اور ساڑھے چار سو گرام کے بنوا لئے ہیں اور اگر نہیں تو پھر ایسی ڈنڈی مارتے ہیں کہ ایک کیلو میں سو ڈیڑھ سو وزن کم ہوتا ہی ہے، جس میں مسلم تاجر حضرات بھی بہت زیادہ ملوث ہیں، سوال یہ ہے کہ کیا اس طرح ناپ تول میں کٹوتی کرنا اور ڈنڈی مارنا ایک مسلم تاجر کیلئے جائز ہے؟ اور کیا ایسی آمدنی اس کیلئے حلال ہے؟

الجواب ــــــــــ وباللہ التوفیق

شریعت اسلام میں حرام خوری انتہائی قبیح، مذموم اور ناپسندیدہ عمل ہے، اللہ تعالیٰ نے اس سے سختی کے ساتھ منع کرتے ہوئے فرمایا:" یَـآ اَیُّھَـا الَّـذِیْنَ اٰمَنُوْا لَاتَـاْکُـلُوْا اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ" (النساء:۲۹) اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق اور غلط طریقہ پر مت کھاؤ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا" حرام خوری سے بچو! اس لئے کہ حرام ذریعہ سے پروان چڑھا ہوا جسم جنت میں داخل نہیں ہو سکتا اور ہر وہ جسم جس کی پرورش مال حرام سے ہوئی تو جہنم کی آگ ہی اس کے لائق ہے"۔ احمد (مشکوۃ:۲۴۲، باب الکسب وطلب الحلال) ناپ تول میں ڈنڈی مارنا بھی حرام خوری ہی ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بار بار اس کی تاکید کی ہے کہ ٹھیک ٹھیک تولو، اس میں کٹوتی نہ کرو، انصاف کو لازم پکڑے رہو، چنانچہ فرمایا:"فَاَوْفُوْا الْکَیْلَ وَالْمِیْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوْا النَّاسَ اَشْیَاءَ ھُمْ وَلَا تُفْسِدُوْا فِیْ الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِھَا، ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ"(الاعراف:۸۵) تم ناپ تول پورا پورا کرو، لوگوں کی چیزوں میں کمی نہ کرو اور زمین میں اصلاح کے بعد بگاڑ نہ پیدا کرو، اگر تم ایمان رکھتے ہو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔

سورہ بنی اسرائیل میں فرمایا: "وَاَوْفُوْا الْکَیْلَ اِذَا کِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِیْمِ ذٰلِکَ خَیْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِیْلاً" (بنی اسرائیل:۳۵) جب ناپ کردو تو پورا اور تولنے کی چیزوں کو صحیح ترازو سے تول کردو، یہ فی نفسہ بھی اچھی بات ہے اور انجام بھی اس کا اچھا ہے، سورۃ الانعام میں فرمایا:"فَاَوْفُوْا الْکَیْلَ وَالْمِیْزَانَ بِالْقِسْطِ" (الانعام:۱۵۲) ناپ اور تول پوری پوری کیا کرو، انصاف کے ساتھ (کہ کسی کا حق اپنے پاس نہ رہے اور نہ آئے)

آیت کریمہ میں ناپ تول کو انصاف کے ساتھ پورا کرنے کا حکم دیا گیا ہے، انصاف کا مطلب یہ ہے کہ دینے والا دوسرے فریق کے حق میں کوئی کمی نہ کرے اور لینے والا اپنے حق سے زیادہ نہ لے (روح المعانی بحوالہ معارف القرآن ۳/۴۸۸)

مفسر قرآن حضرت عبد اللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو جو تجارت میں ناپ تول کا کام کرتے تھے خطاب کر کے ارشاد فرمایا کہ ناپ اور تول یہ وہ کام ہیں جن میں بے انصافی کرنے کی وجہ سے تم سے پہلے کئی امتیں عذاب الٰہی کے ذریعہ تباہ ہو چکی ہیں (لہٰذا تم اس میں پورے احتیاط سے کام لو) تفسیر ابن کثیر (معارف القرآن ۳/۴۸۸) چنانچہ قرآن کریم میں حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کا تذکرہ موجود ہے کہ ان کی قوم کفر و شرک کے علاوہ ناپ تول میں کمی بھی کرتی تھی، حضرت شعیب علیہ السلام نے ان کو ایمان کی دعوت دی اور ناپ تول میں کمی کرنے سے منع کیا، مگر یہ قوم اپنے انکار اور سرکشی پر قائم رہی جس کے نتیجہ میں پوری قوم ایک سخت عذاب کے ذریعہ ہلاک کردی گئی، ارشاد ہے:"قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَالَکُمْ مِنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ وَلَاتَنْقُصُوْا الْمِکْیَالَ وَالْمِیْزَانَ اِنِّیْ اَرَاکُمْ بِخَیْرٍ وَّاِنِّیْ اَخَافُ عَلَیْکُمْ عَذَابَ یَوْمٍ مُّحِیْطٍ" (ہود:۸۴) اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور ناپ تول میں کمی نہ کرو، میں تم کو آسودہ حال دیکھ رہا ہوں (اس لئے تم کو ایسا کرنے کی ضرورت بھی نہیں ہے) اور مجھے تم پر ایسے دن کے عذاب کا اندیشہ ہے جو سب کو گھیرے میں لے لیگا" "وَیٰقَوْمِ اَوْفُوْا الْمِکْیَالَ وَالْمِیْزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَاتَبْخَسُوْا النَّاسَ اَشْیَاءَ ھُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِیْ الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ" (ہود:۸۵) ای میری قوم انصاف کے ساتھ ناپ تول پورا رکھا کرو، لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دو اور زمین میں فساد مچاتے نہ پھیرو، آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ کفر و شرک اور ناپ تول میں کمی یہ دونوں کام اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب گناہوں سے زیادہ مبغوض اور شدید ہیں، کیونکہ ان کاموں کی وجہ سے نسل انسانی کو سخت نقصان پہونچتا ہے، حدیث پاک میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:"جب کوئی قوم ناپ تول میں کمی کرنے لگتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو قحط اور گرانی اشیاء کے عذاب میں مبتلا کردیتے ہیں (ابن ماجہ، طبرانی)

ناپ تول میں ڈنڈی مارنے کو قرآن نے قطعاً حرام قرار دیا اور اس کے خلاف کرنے والوں کو سخت وعید سناتے ہوئے اعلان کیا:"وَیْلٌ لِّلْمُطَفِّفِیْنَ الَّذِیْنَ اِذَا اکْتَالُوْا عَلَی النَّاسِ یَسْتَوْفُوْنَ وَاِذَا کَالُوْھُمْ اَوْ وَّزَنُوْھُمْ یُخْسِرُوْنَ" (سورۃ التطفیف:۱-۳) بڑی خرابی ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کی کہ جب لوگوں سے اپنا حق ناپ کر لیں تو پورا لے لیں اور جب ان کو ناپ کر یا تول کر دیں تو گھٹا دیں، کیا ان لوگوں کو اس کا یقین نہیں ہے کہ وہ ایک بڑے سخت دن میں زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے، جس دن تمام آدمی رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔ حضرات مفسرین نے ویل کی تفسیر میں فرمایا کہ "ویل" جہنم کی ایک وادی ہے، یا پھر سخت ہلاکت اور ذلت و رسوائی ہے اس اعتبار سے آیت کریمہ میں ناپ تول و دیگر حقوق واجبہ کی ادائیگی میں ڈنڈے مارنے والوں کے لئے سخت وعید ہے، لہٰذا صورت مسئولہ میں ایک مسلمان کا ناپ تول میں ڈنڈی مارنا اور اس غلط طریقہ سے آمدنی حاصل کرنا شرعاً ناجائز و حرام ہے، اس سے مکمل احتراز لازم و ضروری ہے۔ مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ شریعت کی پاسداری کرے ناپ تول ہی نہیں بلکہ ہر وہ حقوق جن کی ادائیگی ذمہ میں ضروری ہو ان کی ادائیگی میں کمی کوتاہی نہ کرے، ہر حال میں انصاف کو بروئے کار لائے اور ہر ایسے عمل سے گریز کرے جس سے اسلام کی شبیہ مجروح ہوتی ہو، اللہ تعالیٰ سے ڈرے، یقیناً اس کی پکڑ بہت سخت اور عذاب بڑا ہولناک و دردناک ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

Scanned with CamScanner

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب پھلواری شریف پٹنہ

پھلواری شریف

جلد نمبر 60/70 شمارہ نمبر 44 مورخہ ۲۲ ربیع الاول ۱۴۴۲ھ مطابق ۹ر نومبر ۲۰۲۰ء روز سوموار

لڑکیوں کی شادی کی عمر

ہندوستان میں ایک بار پھر لڑکیوں کی شادی کی عمر کا مسئلہ زیر غور ہے، اس بحث کا آغاز وزیر اعظم نے لال قلعہ کی فصیل سے تقریر کرتے ہوئے ۱۵ر اگست کو کیا تھا، مختلف موقعوں سے وہ اس کا اعادہ کرتے رہے، ابھی لڑکیوں کی شادی کے لیے ۱۸ر سال کی عمر طے ہے، مودی جی اور کئی دوسروں کا خیال ہے کہ ۱۸ر سال کی عمر میں شادی ہونے کی صورت میں لڑکی کے ماں بننے پر اسے خطرات سے دوچار ہونا پڑ سکتا ہے، اس کے علاوہ جو لڑکیاں اپنا معاشی کیریئر شروع کرنا چاہتی ہیں ان کے لئے بھی یہ عمر مناسب نہیں ہے۔

عمر بڑھانے کے لیے منطقی دلائل جو بھی دیے جائیں، واقعہ یہ ہے کہ ۲۰۰۸ء میں لاء کمیشن کی سفارش یہی تھی کہ لڑکے اور لڑکیوں کی شادی کی عمر میں تفریق نہیں ہونی چاہیے، یہ بات اس لیے بھی سمجھ میں آتی ہے کہ جب ووٹ دینے کی عمر دونوں کی یکساں ہے تو شادی کی عمر ہی الگ الگ کیوں؟ جو لوگ ہندوستان کی حکومت کے لیے نمائندگان منتخب کرنے کا حق رکھتے ہیں، وہ بھلا اپنے رفیق حیات کا انتخاب کیوں نہیں کر سکتے؟

پھر عمر کوئی بھی مقرر ہو جائے اس پر عمل کرانے کے سلسلے میں حکومت کا رویہ ہمیشہ سست رہا ہے، سرکاری اعداد وشمار بتاتے ہیں کہ سرکار کی جانب سے مقرر عمر سے پہلے ہی ۹۳۔۱۹۹۲ء میں ۵۴ر فیصد ۹۹۔۱۹۹۸ء میں پچاس فیصد اور ۲۰۰۶۔۰۵ء میں ۴۷ر فیصد شادیاں ہو گئیں اور قانون اپنا منہ دیکھتا رہ گیا، اس کا سیدھا اور صاف مطلب یہ ہے کہ عمر مقرر کرنے کے باوجود سرکار اس پر عمل کرانے میں پوری طرح ناکام ہے۔ یہ ناکامی فطرت کے خلاف قانون بنانے کی وجہ سے حصے میں آئی ہے، قانون فطرت یہی ہے کہ مناسب رشتے جب مل جائیں تو اس فرض سے سبکدوش ہو جایا جائے، رشتے کے قیام اور جسمانی تعلق کو ایک خانے میں رکھ کر دیکھنے کی وجہ سے بھی دانشوروں کو پریشانی ہوتی ہے، کم عمر میں رشتہ کے قیام سے لڑکیوں کی صحت وعافیت پر کوئی فرق نہیں پڑتا، البتہ رخصتی کا عمل جانبین کی رضامندی سے بلوغیت کے بعد عمل میں آئے، اس میں کوئی حرج نہیں؛ لیکن بلوغیت کے بعد شادی کو ٹالنا، کیریئر کے نام پر شادی میں تاخیر کرنا، مختلف قسم کی سماجی برائیوں کا سبب ہوا کرتا ہے، اور قانون جس طرح متعینہ عمر میں شادی کرانے میں ناکام ہے، ویسے ہی وہ لڑکیوں کی عزت وناموس کی حفاظت میں بھی صد فیصد ناکام ہے، اس ناکامی کے ثبوت کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہے، روزانہ کے اخبارات اٹھا لیجئے تو آبروریزی، اور عصمت دری کے اتنے واقعات مطالعہ میں آئیں گے کہ آپ کہہ اٹھیں گے کہ اس سے بہتر تو یہی ہے کہ لڑکیوں کی شادی میں تاخیر نہ کی جائے، اپنے رفیق حیات کے ساتھ انہیں خوشگوار زندگی گذارنے کا موقع دیا جائے، اور عمر کی تعیین کرکے انہیں آزمائش میں نہ ڈالا جائے۔

انتخابی وعدے اور پھسلتی زبان

بہار کے اسمبلی انتخابات میں مختلف پارٹیوں نے وعدوں کی جھڑی لگادی ہے، روزگار کی فراہمی، سبکدوشی کی عمر میں اضافہ، دلتوں کو ان کی آبادی کے مطابق رزرویشن اور نہ جانے کیا کیا اعلانات روز ہو رہے ہیں، یہ اعلانات اور وعدے انتخابی ہیں، بولنے اور سننے والا دونوں سمجھتا ہے کہ یہ صرف جملہ بازی اور جھوٹ ہے، اس لیے ان کی تکمیل ضروری نہیں ہوتی، عوام خوب جانتی ہے کہ

سیاست کی اپنی الگ اک زباں ہے جو لکھا ہو اقرار انکار پڑھنا

البتہ اتنی بات ضرور ہے کہ اس بار کے انتخاب میں ہوائی تقریروں سے زیادہ سماجی اور انسانی مسائل ومشکلات نے رائے دہندگان کی توجہ اپنی طرف کھینچ لیا ہے، پارٹی امیدوار کے پرچار میں بعض نے زیادہ بچہ پیدا کرنے اور چناوی نشان کے حوالہ سے بھی جملہ بازی کی، جدیو نے لالٹین کو بجلی اور سولر کے دور میں ازکار رفتہ کہا تو راجد نے تیر کے بارے میں یہی بات کہی کہ اب میزائل کا دور ہے تیر سے کیا ہوگا، مرکزی وزیر مملکت برائے امور داخلہ نتیا نند رائے نے کہا کہ اگر آر جے ڈی جیت جاتی ہے تو کشمیری دہشت گرد بہار میں پناہ لیں گے یہ اسی طرح کا بیان ہے جیسا امیت شاہ نے دیا تھا کہ اگر بی جے پی ہار گئی تو پاکستان میں پٹاخے پھوڑے جائیں گے وغیرہ وغیرہ، بعض جملے ذاتیات پر حملے کے قبیل سے تھے، مدھیہ پردیش کے ضمنی انتخاب میں کمل ناتھ نے بھاجپا کی امیدوار امرتی دیوی کو ''آئٹم'' کہہ دیا، ظاہر ہے یہ انتہائی گری ہوئی بات تھی، لیکن امرتی دیوی نے بھی اس کا بدلہ کمل ناتھ کی ماں بہن کو بنگالی آئیٹم کہہ کر چکالیا۔

لوگوں میں جو پیغام گیا وہ منفی ہی رہا، بی جے پی کے لوگ راہل گاندھی کو اپنا قد اونچا کرنے کے لیے پپو کہتے ہیں، اور پیغام یہ دیتے ہیں کہ وہ ابھی بچہ ہے، ان سب کا خلاصہ یہ ہے کہ سیاسی لیڈران نے عوام کو لبھانے اور رجھانے کے لیے وعدے اور دوسروں سے متنفر کرنے کے لیے تضحیک وتذلیل کی ساری سرحدیں پار کر لیں، ان انتخابی تقریروں سے ہی ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ملک کا مستقبل کس قماش کے لیڈروں کے ہاتھ جا رہا ہے، اور آئندہ ہندوستان کی قیادت کرنے والے کیسے لوگوں کو ہمیں جھیلنا پڑے گا، زبان دل کا آئینہ ہوتا ہے، دل ودماغ کے برتن میں جو کچھ رہتا ہے وہی زبان سے باہر آتا ہے، اس لیے زبان کی حفاظت ہونی چاہیے، خصوصا اس صورت میں کہ ہم جو کچھ بولتے ہیں اس کے فرشتے بھی شاہد اور نگراں ہوتے ہیں اور قیامت میں ان جملوں کا بھی حساب دینا ہوگا، جو کسی کی تضحیک اور تذلیل کے لیے کہے گیے۔

داغی امیدوار

سیاسی پارٹیوں کے ذریعہ جو امیدوار بہار اسمبلی انتخاب ۲۰۲۰ء میں اتارے گیے، ان میں بہت سارے داغی امیدوار ہیں، جن پر سنگین جرائم کے سلسلے میں عدالت میں مقدمات چل رہے ہیں، ۲۰۱۵ء کے مقابلے اس بار اسمبلی انتخاب میں دوفی صد زائد ایسے امیدوار میدان میں ہیں، جن کی شبیہ جرائم کے حوالہ سے داغدار ہے، پانچ سال قبل مختلف پارٹیوں کے جو داغی امیدوار میدان میں تھے، ان میں سے تیس (۳۰) فی صد پر جرم اور تیئس (۲۳) فی صد پر سنگین جرم میں ملوث ہونے کا الزام تھا، لیکن اس بار بتیس (۳۲) فی صد پر جرم اور ۲۵ر فیصد پر سنگین جرائم کے معاملات درج ہیں، ایسوسی ایشن فار ڈیموکریٹک ری فارمنس اور الیکشن واچ کی رپورٹ کے مطابق اس بار کے انتخاب میں اہم سیاسی پارٹی بھاجپا، راجد اور کانگریس نے گذشتہ انتخاب کے مقابلے آٹھ سے دس فیصد مجرموں کو زیادہ ٹکٹ دیا ہے۔

ہندوستانی سیاست کی یہ صورت حال انتہائی تشویشناک ہے، پارٹی کا ٹکٹ اب روپے اور اثر ورسوخ کے بل پر ملتا ہے، روپے کی لالچ اور پارٹی توڑنے کا خوف دکھا کر ایسے لوگ ٹکٹ لینے میں کامیاب ہو جاتے ہیں، کامیاب ہونے کے بعد بھی یہ اپنی مجرمانہ حرکت سے باز نہیں آتے، پارلیامنٹ اور اسمبلی میں کرسیاں ٹوٹتے، مائیک اسپیکر کی طرف اچھالتے، ارکان اسمبلی اور پارلیمان کو آپ لوگوں نے بھی دیکھا ہوگا۔

دراصل پہلے مشہور سیاست دانوں نے بوتھ پر قبضہ اور رائے دہندگان کو خوف کی نفسیات میں مبتلا کرنے کے لیے غنڈے اور بدمعاشوں کا سہارا لیا، دو چار انتخاب میں ان لوگوں کو فتح سے ہم کنار کرانے کے بعد ان کی سوچ یہ بنی کہ جب ہم دوسروں کو فتح یاب کرا سکتے ہیں، تو خود کیوں نہیں جیت کر اسمبلی پہونچ سکتے، پھر شروع ہو گئی انتخاب میں شرکت اور جیت کر پارلیامنٹ اور اسمبلیوں میں پہونچنے کی قواعد؛ لیکن وہ جو کہا گیا ہے کہ ''جبل گردد جبلت نمی گردد'' یعنی پہاڑ کا اپنی جگہ سے ہٹ جانا ممکن ہے، لیکن فطرت کا بدلنا ممکن نہیں ہوتا، اس قسم کے بدقماش لوگوں کے ممبر بن جانے کی سزا پورے ایوان بلکہ کبھی کبھی پورے ملک کو ملتی ہے، کاش اس سلسلے میں کوئی جامع قانون بنایا جاتا یا پرانے قانون کو ہی سختی سے نافذ کیا جاتا تو اس قسم کے لوگوں کا داخلہ ایوان بالا اور زیریں میں بند ہو جاتا، لیکن الیکشن کمشنر میں بھی اب ٹی ان سیشن جیسا دل گردے کا آدمی کہاں ہے۔

ارنب گوسوامی کی گرفتاری

آر اس اس، بی جے پی اور فرقہ پرست طاقتوں کا آلۂ کار بلکہ غیر رسمی ترجمان ارنب گوسوامی کو ممبئی پولیس نے گرفتار کر لیا، یہ گرفتاری ۵ر مئی ۲۰۱۸ء کو انوئے نائیک کی خودکشی معاملہ میں ارنب گوسوامی کے کردار کی وجہ سے عمل میں آئی ہے، مہاراشٹر پولیس کا کہنا ہے کہ کانکارڈ ڈیزائن پرائیوٹ لیمیٹڈ کو ارنب نے اسٹوڈیو کے ڈیزائن اور داخلی آرائش (انٹرنل ڈکوریشن) کا ٹھیکہ دیا تھا، یہ ٹھیکہ پانچ کروڑ چالیس لاکھ کا تھا، کام کی تکمیل کے باوجود ارنب نے اپنے اثر ورسوخ کا سہارا لے کر رقم ادا نہیں کی، جس کی وجہ سے کمپنی کارندوں اور مزدوروں کی اجرت دے نہیں پائی، چنانچہ کمپنی کے مینیجنگ ڈائرکٹر اور ان کی ماں کمود نائیک نے حالات سے عاجز آکر خودکشی کر لی، اور تحریری طور پر (سوسائڈ نوٹس میں) اس کا ذمہ دار ارنب گوسوامی کو قرار دیا، لیکن مہاراشٹر میں بی جے پی اور شیوسینا کی حکومت تھی اور ارنب اپنے ری پبلک ٹی وی کے ذریعہ ان کے منصوبوں کو عوام تک پہونچانے کا کام کرتا تھا، بلکہ وہ ایک پالتو طوطا تھا، جو سکھایا جاتا وہی بولتا تھا، اس لیے وہ گرفتاری سے بچتا رہا اور انوے نائیک کی خودکشی والی فائل پر گرد جمتی رہی، انوے کی بیوی بیٹی نے رات دن ایک کر دیا، جہاں جہاں سے توقع تھی، سب دروازے کھٹکھٹائے لیکن نتیجہ صفر رہا، حالات بدلے، شیوسینا کی حکومت بی جے پی سے الگ ہو کر، کانگریس اور نیشنل کانگریس کے ساتھ قائم ہوئی تو ارنب گوسوامی پولیس کی گرفت میں آگیا، اور اسے پندرہ دن کی عدالتی حراست میں بھیج دیا گیا۔

اس واقعہ پر مرکزی وزارت کے کئی وزراء اور بی جے پی کے کئی لیڈران چراغ پا ہیں، وزیر داخلہ امیت شاہ بھی اپنا غصہ روک نہیں پائے اور فرمایا کہ اس واقعہ سے ایمرجنسی کے دنوں کی یاد تازہ ہو گئی، بعض نے اسے اظہار رائے کی آزادی پر حملہ قرار دیا، حالاں کہ یہ گرفتاری ایک ایسے معاملہ میں ہوئی ہے، جس کا تعلق اظہار رائے کی آزادی سے دور دور کا نہیں ہے، یہ مالی بد دیانتی کا معاملہ ہے، جس کے نتیجے میں انوے نائیک کو خودکشی کرنی پڑی تھی۔

البتہ یہ بات بھی صحیح ہے کہ ری پبلک ٹی وی کے پارٹنر، چیف ایڈیٹر اور اینکر کی حیثیت سے نفرت پیدا کرنے کے ارادہ سے غلط خبروں کی اشاعت اور ٹی آر پی بڑھانے کے لیے گھٹیا طریقہ کار اختیار کرنے کا بھی اس پر الزام ہے، گرفتاری کے وقت پولیس کے ساتھ جو دھینگا مشتی ہوئی اور اس کی بیوی نے وارنٹ کو جس طرح پھاڑ کر پھینکا اس پر بھی ایف آئی آر درج ہو گیا ہے، ان معاملات پر کارروائی چل رہی ہے، لیکن ابھی جس الزام میں وہ ماخوذ ہوا ہے، اس سے ان معاملات کا کچھ لینا دینا نہیں ہے۔

افسوس کی بات یہ بھی ہے کہ آج بی جے پی جس طرح شور مچا رہی ہے اور ہنگامے کر رہی ہے، ویسا اس نے نہ تو گوری لنکیش کے قتل پر کیا اور نہ ہی صحافی کشور چند کی گرفتاری پر واویلا مچایا، اس نے لاک ڈاؤن کے درمیان پچپن ہندوستانی صحافیوں پر ایف آئی آر درج کرنے، گرفتار کرنے اور جسمانی تعذیب سے گذارنے کے واقعہ پر بھی اپنا ''مون برت'' نہیں توڑا، جب کہ یہ سارے واقعات صحافیوں کے ساتھ ہی پیش آئے، ان میں سے کئی کو سزا سچ لکھنے کی پاداش میں ہی دی گئی اور جن کا قلم نہیں خریدا جا سکا، اس کا سر ہی اتار دیا گیا کہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔ اس کا سیدھا مطلب یہ ہے کہ ارنب گوسوامی صحافی نہیں، وہ ایک پارٹی کا ترجمان بن گیا تھا، ظاہر ہے پارٹی ترجمان کی گرفتاری پر مرکزی وزراء اور ارکان کا برہم ہونا فطری ہے، لیکن امید ہے کہ جس طرح دوسرے ملزمین اور مجرمین کے سلسلے میں قانون اپنا کام کرتا ہے ویسے ہی ارنب گوسوامی معاملہ میں قانون اپنا کام کرے گا تاکہ انوے نائیک کے بیوی بچوں کو انصاف مل سکے۔

Scanned with CamScanner

یادوں کے چراغ — مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

مولانا محمد طہٰ مظاہریؒ

مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور کے نامور استاذ، مولانا محمد جعفری الٰہ آبادی اور قاری احسن بیگ پاکستانی کے خلیفہ، حضرت مولانا اسعد اللہ صاحب رام پوری سابق ناظم مظاہر علوم کے خادم خاص مولانا محمد طہٰ مظاہری مظفر پوری نے ۵/اکتوبر ۲۰۲۰ء مطابق ۱۷/صفر المظفر ۱۴۴۲ھ بروز منگل صبح کے تقریباً سوا سات بجے اپنے مکان واقع سہارن پور میں داعی اجل کو لبیک کہا، عمر ستہتر (۷۷) سال پائی، بعد نماز فجر تلاوت قرآن اور اوراد و وظائف کے معمول کی تکمیل کے بعد بستر پر دراز ہوئے، لیٹے تو پھر لیٹے رہ گئے، ناشتہ کے لیے جگایا گیا تو معلوم ہوا کہ روح قفس عنصری سے پرواز کر چکی ہے، پوری زندگی اللہ اللہ کرنے والا اللہ کے پاس اس اطمینان وسکون کے ساتھ رخصت ہوا کہ کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہوئی، جنازہ کی نماز اسی دن بعد نماز عصر دار الطلبہ قدیم مظاہر علوم میں ان کے صاحب زادہ مولانا عبد الغفور مظفر پوری استاذ دار العلوم شاہ بہلول سہارنپور کی امامت میں ادا کی گئی اور حاجی شاہ کمال الدین قبرستان میں تدفین عمل میں آئی، لاک ڈاؤن کے باوجود ہزاروں سوگوار اس آخری سفر میں ان کے ساتھ رہے، پس ماندگان میں دو صاحب زادے، چار صاحب زادیاں اور اہلیہ کو چھوڑا۔

مولانا محمد طہٰ مظاہری بن مولانا محمد مسلم بن حاجی سخاوت علی کی ولادت ۱۹۴۸ء کے اوائل میں ان کے آبائی گاؤں خان پور برئی ضلع مظفر پور میں ہوئی، خانوادہ زمیندار بھی تھا اور دین دار بھی، اس لیے پرورش و پرداخت میں مرفع حالی کا اثر بھی تھا اور دین داری کا پاس وخیال بھی، گاؤں میں ہی ایک مدرسہ مفتاح العلوم ہے جو مولانا کے والد رحمۃ اللہ علیہ کا قائم کردہ ہے اور آج بھی موجود ہے، اسی مدرسہ میں اپنے والد اور منشی منیر الدین صاحب سے ناظرہ قرآن اور درجہ اطفال کی تعلیم پائی، اس کے بعد مدرسہ اسلامیہ جامع العلوم مظفر پور آ گئے، یہاں انہوں نے حضرت مولانا محمد ادریس صاحبؒ صاحب زادہ حضرت مولانا بشارت کریم گڑھولویؒ، مولانا بشیر احمد صاحب (پاک ٹولہ) اور مولانا محمد داؤد صاحب رحمہم اللہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا، فن صرف سے خاص مناسبت یہیں کے دور طالب علمی میں پیدا ہوئی۔

جامع العلوم کے بعد آگے کی تعلیم کے لیے مدرسہ امدادیہ مراد آباد میں داخلہ لیا، لیکن یہاں کی آب وہوا راس نہیں آئی، اس لیے جلد ہی مدرسہ مظاہر علوم سہارن پور کا رخ کیا، اس وقت آپ کی عمر صرف بیس (۲۰) سال تھی، یہاں آپ کے اساتذہ میں حضرت مولانا محمد اسعد اللہ صاحب، علامہ محمد صدیق کشمیری، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی، حضرت مولانا مفتی مظفر حسین کاندھلوی، حضرت مولانا محمد یونس جون پوری رحمہم اللہ اور مولانا سید محمد عاقل صاحبان کے اسماء گرامی خاص طور سے قابل ذکر ہیں، ابھی عمر ۲۵/سال کو پہونچی تھی کہ ۱۳۸۹ھ میں مظاہر علوم سے دورہ حدیث کی تکمیل ہو گئی اور سند فراغ حاصل کر لیا، آپ کے درسی ساتھیوں میں نامور محقق اور مورخ مولانا نور الحسن راشد کاندھلوی اور مولانا محمد طاہر مظاہری خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔

دوران تعلیم اوقات کی پابندی، اساتذہ کے ادب واحترام اور مدرسہ کے اصول وضوابط کے اس قدر پابند تھے کہ اساتذہ کو بھی مولانا کی ان خصوصیات کا اعتراف رہا، دوران طالب علمی حضرت مولانا اسعد اللہ صاحبؒ کے خادم خاص رہے، اور ان کے انداز تربیت، تعلیمی زندگی، سادگی وشرافت، انداز تدریس، طرز تکلم، مصلحت کا خیال رکھتے ہوئے حکیمانہ طریقۂ اصلاح سب کچھ ان سے سیکھا، برتا اور فیض کو عام کرنے میں اپنی زندگی صرف کر دی، انہیں خصوصیات کی وجہ سے ۱۵/ربیع الثانی ۱۳۹۰ھ میں آپ کی بحالی مظاہر علوم سہارن پور کے شعبۂ عربی میں تدریس کے لیے ہو گئی، تنخواہ پینتالیس (۴۵) روپے مقرر ہوئی، حضرت مولانا اسعد اللہ صاحبؒ نے قول وعمل میں پختگی، یکسانیت اور حضرت مولانا مفتی مظفر حسین صاحبؒ نے ان کے مخلص ہونے کی شہادت دی، چھ ماہ بعد ہی حسن کارکردگی اور معاملات کی صفائی کی وجہ سے استقلال کا مرحلہ بھی طے ہو گیا، اور آخری سانس تک جس کی مدت تقریباً اکاون سال ہوتی ہے، آپ اپنی مادر علمی کی خدمت کرتے رہے، اس دوران نحو، منطق، ادب، معانی کی اساسی اور بنیادی کتابوں کے ساتھ ساتھ تینتیس (۳۳) سالوں تک ہدایہ جلد ثانی، سلم العلوم، حسامی جیسی اہم فنی کتابیں آپ کے زیر درس رہیں۔

حضرت مولانا اسعد اللہ صاحبؒ کے وصال کے بعد آپ نے تزکیہ کے لیے شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کے خلیفہ مولانا محمد احمد جعفری الٰہ آبادیؒ کی طرف رجوع کیا اور ۱۴/محرم ۱۴۰۳ھ میں مولانا نے ان کو تحریری طور پر سند خلافت عطا فرمائی، سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ سے بھی آپ کا تعلق تھا، اس سلسلے کے ایک بزرگ مولانا قاری احسن بیگ ہیں، جن کا قیام اسلام آباد پاکستان میں تھا، ان سے بھی مولانا موصوف کو خلافت واجازت حاصل تھی۔

مولانا اپنے معمولات کے پابند اور معاملات میں صفائی پسند تھے، اس لیے مظاہر علوم کے ہر طبقے میں مقبول تھے، تواضع، انکساری، عاجزی اور فروتنی میں بھی طاق تھے، اچھا کھاتے، اچھا پہنتے اور اچھی معاشرت کے قائل تھے، تفہیم کا انداز اچھا تھا، اس لئے طلبہ میں بھی مقبول تھے، اپنے کام سے کام رکھنے کے عادی تھے، دوسروں کے کاموں میں نہ ہاتھ ڈالتے اور نہ ہی تنقید کو پسند کرتے، کہنا چاہیے کہ ایک بافیض شخصیت ہم سے رخصت ہو گئی، جس کا غم سب کو ہے، شاعر نے کہا ہے۔

موت اس کی ہے کرے جس کا زمانہ افسوس
یوں تو دنیا میں سبھی آئے ہیں مرنے کے لیے

کتابوں کی دنیا — ایڈیٹر کے قلم سے

(تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں)

نازبرداران اردو

پروفیسر ڈاکٹر حافظ عبد المنان طرزی کا نام وکام تعارف کا محتاج نہیں، ان کے تعارف کا مطلب سورج کو چراغ دکھانا ہے اور سورج کو چراغ دکھانے کے اس عمل سے قلم کو پسینہ آتا ہو یا نہیں، قلم کار پسینے سے تربتر ہو جاتا ہے، واقعہ یہ ہے کہ ان کی شعری تخلیقی صلاحیت اور نثر میں مخصوص انداز کی جلوہ گری مخصوص موضوعات پر شعری مقالات اور نثری اظہار کی اردو ادب میں دوسری کوئی مثال نہیں ملتی، ان کا ذہن اخاذ ہے اور اخذ کردہ چیزوں کو سلیقہ سے پیش کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے انہیں طاقتِ عطا بھی بخشی ہے، وہ شعر کہتے نہیں، شعر ان کے یہاں ڈھلتے ہیں، کمپیوٹر سے زیادہ تیزی سے وہ کاغذ پر منتقل ہو جاتے ہیں، اور اشاعت پذیر ہو کر علم وادب، شعر وسخن کے شائقین کے لیے علم وآگہی کا سرمایہ فراہم کرتے ہیں، پروفیسر گوپی چند نارنگ نے لکھا ہے کہ "ان کے کام کی برق رفتاری کو دیکھ کر مجھے ذاتی طور پر حیرت ہوتی ہے، انہوں نے کیسے کیسے لوگوں کی داستان زندگی منظوم قلم بند کر دی، میرا خیال ہے کہ تاریخ میں اس طرح سے سوانحی کوائف کو رواں دواں بیان کرنے والا کوئی دوسرا نہیں ہے۔" (صفحہ ۱۹)

نازبرداران اردو بھی ڈاکٹر عبد المنان طرزی کی ایک تخلیقی اور تحقیقی کتاب ہے، جس میں انہوں نے ۵۷۰/غیر مسلم ادباء شعراء کا منظوم تذکرہ کیا ہے، ان میں ہر اصناف سخن پر طبع آزمائی کرنے والوں کو شامل کیا گیا ہے، چوں کہ نعت گویان غیر مسلم پر الگ سے طرزی صاحب کتاب لانا چاہتے ہیں، اس لیے انہوں نے نعت گویوں کا تذکرہ اس میں شامل نہیں کیا ہے، بقیہ تمام ایسے غیر مسلم شعراء اور شاعرات اس مجموعے کی زینت ہیں، جنہوں نے افسانے انشائیے، تاریخ، تذکرہ، تحقیق، سفرنامہ، سوانح، طنز ومزاح، قصیدہ، رباعی، غزل، مرثیہ، تنقید، مثنوی وغیرہ کی تخلیق کی یا اس پر کام کیا، اس فہرست میں صحافی بھی ہیں، کالم نگار بھی مکتوب نویس بھی ہیں اور موٹوگرافر بھی، ناقد بھی ہیں اور نظریہ ساز بھی، ان میں ماہر غالبیات واقبالیات بھی ہیں، ماہر علم العروض اور لسانیات بھی، مترجم بھی ہیں، محقق بھی، مدیر بھی ہیں اور مکتوب نویس بھی، ناول، ڈراما، دوہا لکھنے والے بھی ہیں اور ترجمہ نگاری، تصنیف وتالیف میں ہاتھ بٹانے والے بھی۔

پانچ سو ستر غیر مسلم شعراء ادباء کے احوال وکوائف کا جمع کرنا، مطالعہ کرنا اور پھر اسے شعر کے قالب میں ڈھالنا کام نہیں کارنامہ ہے، پروفیسر گوپی چند نارنگ نے بجا لکھا ہے کہ "نازبرداران اردو ایک الگ تاریخی نوعیت کو پورا کرتی ہے، یہ تخلیقی بھی ہے اور تحقیقی بھی۔ گنگا جمنی تہذیب کس کو کہتے ہیں اگر کوئی پوچھے تو یہ کتاب ہمیشہ اس کی گواہی دیتی رہے گی"۔

پروفیسر مناظر عاشق ہرگانوی جنہوں نے طرزیؔ کے فکر وفن پر کئی مقالے لکھے ہیں، وہ اس نتیجے پر پہونچے کہ "تحقیق، تنقید اور شاعری کی ایسی حکمرانی عبد المنان طرزی تک ہی محدود ہے، جس میں غیر مسلم اردو کے شعراء وادبا کی پوری بستی آباد ہے، کوزہ میں دریا کو کرنے کا یہ ہنر دور دور تک کسی دوسرے میں نظر نہیں آتا۔" (صفحہ ۴۵)

نازبرداران اردو میں طرزیؔ نے ہر شاعر وادیب کا صرف چار مصرعہ میں تذکرہ کیا ہے اور ان کی خصوصیات سوانحی کوائف اور تصنیف وتالیف سے بھی قاری کو باخبر کیا ہے، بعض میں تاریخ پیدائش بھی مذکور ہے، بعض اصناف ادب جس سے شاعر کی دلچسپی تھی اس کو بھی ذکر کر دیا ہے، اس طرز کی وجہ سے چار مصرعہ میں بہت کچھ قاری کو مل جاتا ہے، یہ کام آسان نہیں تھا، طرزی کو اس کا پورا احساس ہے، لکھتے ہیں:

کام مشکل تھا مگر آسان ہوا
کیوں کہ میرے ساتھ تھا فضل خدا
کام آئے مخلصوں کے مشورے
حوصلہ میرا بڑھائے جو رہے

اس سے قبل طرزیؔ صاحب کی جو کتابیں منظوم سوانح اور احوال وکوائف پر ہیں اس میں عموماً طویل نظمیں دیکھنے کو ملتی ہیں، یقیناً طوالت کی اپنی اہمیت ہے، اس سے زیادہ بڑے پیمانے پر ہم احوال سے واقف ہوتے ہیں، لیکن طرزیؔ کو ایجاز واطناب دونوں پر قدرت حاصل ہے، اطناب دیکھنی ہو تو رفتگان قائمان اور دانشوران بہار دیکھئے اور ایجاز دیکھنا ہو تو نازبرداران اردو، قادر الکلامی، زود گوئی، برجستگی کا ہنر ایجاز میں بھی ہے اور اطناب میں بھی۔

کتاب کے آخر میں حروف تہجی کے اعتبار سے شعراء ادبا کے اصلی، قلمی نام اور تصنیفات وتالیفات کی جو فہرست شامل ہے، اسے عرق ریزی اور دیدہ وری کی مثال کے طور پر پیش کیا جا سکتا ہے، نثری اصناف میں کام کرنے والوں کی موضوعات سے الگ الگ درجہ بندی خاصا دردسری کا کام ہے، اس کے لیے وقت میں وسعت اور مطالعہ میں بڑی گہرائی اور گیرائی کی ضرورت ہے، طرزی صاحب کے مطالعہ، مشاہدہ، تجربہ سب میں وسعت بھی ہے اور گہرائی بھی، رہ گیا وقت تو اس میں اللہ تعالیٰ نے خاص برکت دے رکھی ہے، جتنا کام اکیڈمیاں، تنظیمیں سال بھر میں کرتی ہیں، اتنا کام طرزیؔ دو چار دن اور ہفتہ میں کر ڈالتے ہیں، برکت کا مطلب یہ نہیں ہے کہ کسی کے لیے شب وروز کے اوقات بڑھ جائیں، بلکہ مطلب یہ ہے کہ کم وقت میں زیادہ کام نکل جائے اور طرزیؔ کم وقت میں زیادہ کام نکال لے جاتے ہیں، ہر سال ان کی تخلیقی کتابوں میں اضافہ اس کا بین ثبوت ہے۔

تین سو بانوے (۳۹۲) صفحات پر مشتمل اس کتاب کا انتساب قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان دہلی کے نام ہے، شاید اس لیے کہ طباعت کے لیے سرمایہ اس نے ہی فراہم کرایا، طرزیؔ اس کا اظہار کرتے ہیں۔

یہ ہے این سی پی یو ایل ہی کا کرم
ہو گیے ساماں طباعت کے بہم

بیس (۲۰) صفحات پر فہرست ہے، اس کے بعد گوپی چند نارنگ، شارب ردولوی اور پروفیسر مناظر عاشق ہرگانوی کی تحریریں زینت کتاب ہیں، پروفیسر گوپی چند نارنگ نے طرزیؔ کو "یگانہ روزگار فن کار" اور شارب ردولوی نے انہیں "طرز نوی" کا موجد قرار دیا ہے، پروفیسر مناظر عاشق ہرگانوی کی تحریر "اردو ہے جس کا نام" کے عنوان سے ہے، اردو کے مختلف ادوار کی تاریخ لکھنے کی وجہ سے یہ مقدمہ طویل ہو گیا ہے، البتہ معلوماتی ہے اور فائدہ سے خالی نہیں۔

ان تحریروں کی افادیت کے باوجود میرا خیال برسوں سے یہ رہا ہے کہ طرزیؔ کو اپنی کتابوں پر کسی بڑے شاعر ادیب کی تحریر کی ضرورت نہیں ہے؛ کیوں کہ طرزیؔ کی مقبولیت کا آفتاب اب نصف النہار پر ہے، اور میں نے شروع میں ہی لکھا ہے کہ آفتاب کو چراغ دکھانے کا عمل پسینے میں شرابور کر دیتا ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ اس قسم کی تحریریں مارکیٹ میں چیزوں کو متعارف کرانے کے لیے ہوتی ہیں اور جب صاحب کتاب خود معروف ومقبول ہو تو مارکیٹنگ کے لیے دوسرے کے سہارے کی ضرورت نہیں ہوتی، مجھے امید ہے کہ ان کی دوسری کتابوں سے زیادہ یہ کتاب مقبول ہوگی، اور اس الزام کو دور کرنے میں مدد ملے گی کہ اردو کسی خاص مذہب والوں کی زبان ہے۔

Scanned with CamScanner

موجودہ عالمی مسائل اور اسلامی تعلیمات

مولانا سید احمد ومیض ندوی

دورِ حاضر سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی کا دور ہے، مواصلات کی حیرت انگیز ترقی نے ساری دنیا کو گلوبل ویلیج میں تبدیل کردیا ہے، انٹرنیٹ کی ایجاد نے معلومات کے انبار لگادیئے ہیں، علم وسائنس کے بڑھتے قدموں نے وسائل زندگی میں بے تحاشہ اضافہ کردیا ہے، ہر قسم کے سامان آرائش کی فراوانی ہے، لیکن یہ تصویر کا صرف ایک رخ ہے، دورِ حاضر کی تصویر کا دوسرا رخ یہ ہے کہ وسائل کی بہتات کے باوجود موجودہ دور کا انسان مسائل میں گھرا ہوا ہے، اس وقت ساری انسانیت انتہائی پیچیدہ قسم کے مسائل میں گرفتار ہے، مغربی ممالک ہوں کہ مشرقی دنیا، ترقی یافتہ علاقے ہوں کہ پسماندہ ممالک ساری انسانی آبادی الجھنوں کا شکار ہے، عالمگیر نوعیت کے مسائل کا سامنا ساری دنیا کو ہے، اور ایسا بھی نہیں کہ ان مسائل کے حل کے لیے کوئی سنجیدہ کوشش نہیں ہوتی بلکہ دنیا بھر کے دانشور اور بے پناہ دماغی صلاحیتوں کے حامل مفکر اور صفِ اول کے مدبر بار بار سر جوڑ کے بیٹھتے ہیں اور مسائل کے حل کے لیے عالمی کانفرنسوں اور سیمناروں کا انعقاد عمل میں لایا جاتا ہے، اور بعض مسائل ایسے ہیں جن کے حل کے لیے اقوام متحدہ کی نگرانی میں باقاعدہ بیٹھکیں ہوتی ہیں، مگر نشستند وخوردند وبرخاستند کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ انسانیت کو لاحق مسائل کا حل وہی ذات کرسکتی ہے جو انسانوں کی خالق ہے، جس پروردگار نے انسان کی شکل میں حیرت انگیز مشین بنایا ہے وہی بہتر طور پر جانتا ہے کہ اس مشین کو کیا کمزوریاں لاحق ہوسکتی ہیں اور اس میں آنے والی خرابیوں کو کیسے دور کیا جاسکتا ہے چنانچہ اس خالق کائنات نے جہاں حضرت انسان کو پیدا فرمایا وہیں اس کے مسائل کے حل کے لیے حضرات انبیاء کرام کو مبعوث فرمایا اور خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیج کر قیامت تک پیدا ہونے والے نت نئے مسائل کے حل کا سامان فراہم فرمایا، اس وقت انسانیت جتنے مسائل سے دوچار ہے اس کا حل صرف اور صرف سیرت رسول ااور تعلیمات اسلام میں ہے۔ اس وقت سب بڑا مسئلہ جس سے دنیا کے سارے ممالک دوچار ہیں، تحفظ، سلامتی اور انسانی حقوق کی حفاظت کا ہے، دنیا کے ہر خطہ کا انسان عدم تحفظ کا شکار ہے، انسانی خون ارزاں سے ارزاں ہوتا جارہا ہے، گزشتہ صدی میں دنیا دو عظیم جنگوں کا سامنا کرچکی ہے، جن میں لاکھوں انسان مارے گئے ان دو جنگوں کے باوجود حالات میں تبدیلی نہ آسکی، اب دنیا کی صورتِ حال یہ ہے کہ دھماکے روز کا معمول بن چکے ہیں، کسی بھی دن اخبارات دھماکوں کی خبروں سے خالی نہیں ہوتے، ایک ایک دھماکے میں سیکڑوں لوگ ہلاک اور ہزاروں زخمی ہوتے ہیں اور لاکھوں کی املاک تباہ ہوتی ہے، عراق میں دس لاکھ سے زائد شہری مارے گئے، افغانستان میں تباہی کا سلسلہ ہنوز جاری ہے، بوسینا کی قیامت صغریٰ اب تک ذہنوں سے محو نہیں ہوئی، جہاں کی اجتماعی قبروں سے اب تک نعشیں برآمد ہورہی ہیں جن ممالک کو اپنے سیکوریٹی نظام پر ناز ہے وہاں بھی انسانی جان کو خطرات لاحق ہیں امریکہ جیسے سپر پاور ملک میں اچانک فائرنگ کے واقعات معمول بن چکے ہیں، اسکولوں میں دن دھاڑے فائرنگ ہوتی ہے، شاپنگ مالوں میں دھماکے ہوتے ہیں، الغرض پوری دنیا بارود کے ڈھیر پر کھڑی ہے، سلامتی وتحفظ کے مسئلہ پر ہر ملک انتہائی حساس ہے، سلامتی کو یقینی بنانے کے لئے نت نئے مہلک ہتھیار تیار کئے جارہے ہیں، ہر ملک اپنے بجٹ کا ایک بڑا حصہ دفاع پر خرچ کررہا ہے، ان سب کے باوجود کہیں انسانوں کو تحفظ حاصل نہیں، سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس کا حل بتاتی ہے، آپ کی آمد سے پہلے قتل وغارت گری اور لوٹ کھسوٹ عام تھی، معمولی باتوں پر جنگ چھڑ جاتی تھی اور چالیس چالیس برس تک جاری رہتی تھی، مختلف قبائل میں آپسی رسہ کشی عروج پر تھی ایسے نازک حالات میں رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پاکیزہ تعلیمات کے ذریعہ ایسا انقلاب برپا کردیا کہ خونخوار انسان امن وسلامتی کے علمبردار بن گئے، ایک دوسرے کی جان کے درپے رہنے والے ایک دوسرے پر جان نچھاور کرنے والے بن گئے، عورتوں کو مکمل تحفظ حاصل ہوگیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانی جان کی عظمت بڑھادی، خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر صاف اعلان کیا کہ تمہارا خون تمہارا مال ایک دوسرے کے لیے حرام ہے جس طرح یہ دن یہ شہر قابل احترام ہے، جرائم کے انسداد اور جان ومال کے تحفظ کے لیے آپ نے لوگوں میں ایک دوسرے کے حقوق کا احترام اور ان کی ادائیگی کی فکر پیدا کی، اور آخرت میں جوابدہی کا احساس پیدا کیا، چنانچہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں ہر شخص خوف خدا سے سرشار ہوتا تھا، دوسروں پر ظلم تو دور رہا کسی کے بارے میں معمولی بات کہنا بھی ان کے لیے گراں گزرتا تھا، فکر آخرت اور مرنے کے بعد کی زندگی میں ہونے والے حساب وکتاب کے یقین کے بغیر حقوق انسانی کا تحفظ ممکن نہیں اور نہ ہی انسانی جانوں کے اتلاف کا یہ لامتناہی سلسلہ ختم ہوسکتا ہے، احساس جوابدہی اور آخرت کی سزا کے ڈر کے ساتھ جرائم اور قتل وغارت گری کے سد باب کے لیے آپ نے حدود وقصاص اور تعزیرات کا مؤثر نظام قائم فرمایا، قاتل کی سزا قصاص اور چور کے لیے قطع ید، شراب نوشی پر اسی کوڑے اور شادی شدہ کے زنا میں مبتلا ہونے اور گواہوں کے ذریعہ ثابت ہونے پر سنگساری کی سزا مقرر فرمائی، موجودہ مغربی دنیا ان سزاؤں کو وحشیانہ قرار دیتی ہے لیکن وہ یہ نہیں جانتی کہ ایک قاتل پر حد جاری کرنا ہزاروں افراد کے تحفظ کا ضامن ہے، چنانچہ حدود وقصاص کا یہ نظام جن مسلم ملکوں میں رائج ہے وہاں قتل وجرائم کے واقعات کی شرح انتہائی کم ہے۔

دوسرا عالمی مسئلہ جس سے پوری دنیا دوچار ہے وہ غربت اور بھکمری ہے، آج کی مہذب دنیا میں جہاں سائنس وٹیکنالوجی کی ترقی سے اسباب زندگی اور وسائل آرائش کی بہتات ہے، مختلف ملکوں میں لاکھوں افراد نان شبینہ کے محتاج ہیں، افریقی ملکوں میں لاکھوں باشندے ایسے ہیں جنہیں بھوک کی شدت نے ہڈی کے ڈھانچوں میں تبدیل کردیا ہے، فاقہ کے سبب ہر سال لاکھوں افراد بلک بلک کر جان دے رہے ہیں، خود ہمارے ملک میں بھی خط افلاس کے نیچے زندگی گزارنے والوں کی شرح چالیس فیصد سے زائد ہے، لاکھوں ہندوستانیوں کو ایک وقت کا صحیح کھانا نصیب نہیں حتیٰ کہ پینے کا پانی تک میسر نہیں، سیرت رسول میں اس کا علاج موجود ہے، آپ نے زکوٰۃ کا نظام قائم فرمایا اس سے ہٹ کر غریب رشتہ داروں، پڑوسیوں اور ضرورت مند انسانوں کی حاجت برآری کی تلقین فرمائی، یتیموں اور بیواؤں کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید کی، اگر صحیح معنیٰ میں سارے صاحب نصاب مسلمان اپنے مالوں کی زکوٰۃ نکالنے لگیں تو امت مسلمہ کا کوئی فرد بھوکا نہیں رہے گا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ان تعلیمات کو اگر دنیا کے سارے انسان اپنالیں تو غربت کے خاتمہ میں زیادہ وقت نہیں لگے گا۔ ایک اور عالمی مسئلہ جس نے عالمی قائدین کی نیند حرام کردی ہے وہ معاشی بحران کا ہے، معاشی بحران اس وقت سارے یوروپ اور امریکہ کو اپنی لپیٹ میں لے چکا ہے، امریکہ کے بیسیوں بینکوں کا دیوالیہ ہوچکا ہے، بیسیوں کمپنیاں ٹھپ پڑ چکی ہیں، مہنگائی روز افزوں ہے، عام اشیاء کی قیمتیں آسمان کو چھونے لگی ہیں، سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآنی تعلیمات میں اس مسئلہ کا شافی علاج ہے، موجودہ معاشی بحران دراصل سودی نظام معیشت کی دین ہے، اسلام بلاسودی نظام معیشت پیش کرتا ہے، سودی نظام پر مبنی بینک کاری فیل ہوچکی ہے، خود مغرب کے صفِ اول کے ماہرین معاشیات اس کا اعتراف کرچکے ہیں اور خود مغربی حلقوں سے بلاسودی اسلامی بینکنگ سسٹم کے لیے آواز بلند ہورہی ہے، اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے، چنانچہ سود پر مبنی معیشت اپنا بوریہ بستر لپیٹ رہی ہے، اب ایک ہی راستہ رہ گیا ہے، کہ انسانیت نبی رحمت کے دامن سے وابستہ ہوجائے، اور آپ کے لائے ہوئے نظام معیشت کو رواج دے۔ موجودہ دور کی ایک لعنت جو عالمگیر شکل اختیار کرچکی ہے وہ ذات پات اور رنگ ونسل کی بنیاد پر انسانوں میں تفریق کی لعنت ہے، نسلی امتیاز اور قومیت وعلاقائیت کے تعصبات انتہا کو پہنچ چکے ہیں، یوروپ اور امریکہ جیسے حقوق انسانی کے دعویدار ملکوں میں کالے گوروں میں امتیاز عام ہے، گورے کالوں سے اس درجہ نفرت کرتے ہیں کہ ان کے ساتھ کھانے تک عار خیال کرتے ہیں، چنانچہ گوروں کی ہوٹلوں میں کالوں کا داخلہ ممنوع ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سرے سے اس کا خاتمہ کردیا، آپ نے بتایا کہ انسانوں کے درمیان رنگ ونسل اور قومیت کی بنیاد پر تفریق دراصل انسانیت کے ساتھ ظلم ہے، سارے انسان آدم کی اولاد ہیں سب برابر کے حقوق رکھتے ہیں، انسانوں میں اگر فرق کیا جاسکتا ہے تو وہ صرف اخلاق، کردار اور تقویٰ کی بنیاد پر کیا جاسکتا ہے، کسی عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر اور گورے کو کالے پر کوئی فضیلت نہیں، آپ نے ایک ہی جھنڈے تلے صہیب رومی کو بھی لایا اور سلمان فارسی کو بھی، بلال حبشی کو عربوں کا سردار بنایا، نسلی امتیاز اور علاقائی عصبیت کی لعنت سے نجات سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے ممکن ہے۔ موجودہ دور کا ایک عالمی مسئلہ بدعنوانی اور کرپشن کا ہے، اس وقت پوری دنیا اس لعنت میں گرفتار ہے کرپشن سارے نظام کو کھوکھلا کررہا ہے، ہمارا ملک تو بدعنوان ملکوں میں سرفہرست سمجھا جاتا ہے، جہاں بدعنوانی سیاسی زندگی کا جز ولاینفک سمجھی جارہی ہے، آئے دن اسکینڈل منظر عام پر آرہے ہیں 2010ء تو حکومت کے لیے اسکنڈلوں کا سال رہا، G2 اسپکٹرم اسکینڈل، سوسائٹی اسکینڈل، کامن ویلتھ گیمز اسکینڈل، پتہ نہیں کن کن ناموں کے اسکینڈل سامنے آئے، بدعنوانی قوانین سے ختم نہیں کی جاسکتی اس کے لیے جب تک سیاست دانوں میں احساس جوابدہی نہ پیدا ہو، بدعنوانی کا خاتمہ ممکن نہیں۔ اسی طرح آج کا ایک اہم مسئلہ خاندانی نظام کا بکھراؤ اور معاشرتی زندگی کا عدم استحکام ہے جو اس وقت مغربی معاشروں کو تباہی کے دہانے پر پہنچارہا ہے، اسلامی تعلیمات کے بغیر مستحکم خاندانی نظام ممکن نہیں، مغربی معاشرے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوچکے ہیں، شادیوں کا تصور ختم ہوتا جارہا ہے، ۵۰ فیصد سے زائد نوجوان لڑکیاں کنواری مائیں بن رہی ہیں، بیشتر شادیوں کا انجام طلاق کی صورت میں ظاہر ہورہا ہے، مغربی ممالک کے بچے ماں باپ کی شفقت سے محروم ہیں، ماں باپ اولاد پر کنٹرول کھوتے جارہے ہیں، کامیاب خاندانی اور عائلی زندگی صرف اسلام اور سیرتِ رسول پیش کرتی ہے، مغرب اگر اپنی بقا چاہتا تو اسے معاشرتی زندگی کی نبوی تعلیمات کو اپنانا ہوگا، اسلام خاندان کے ہر فرد کے حقوق وفرائض کا ایک مکمل اور مربوط نظام رکھتا ہے اور عورت اور مرد میں سے ہر ایک کا دائرہ متعین کرتا ہے بہترین خاندان کی تشکیل کے لیے عورتوں پر گھریلو تربیت کی ذمہ داری ڈالتا ہے۔ فحاشی وعریانیت اور جنسی بے راہ روی آج کے دور کا ایک انتہائی پیچیدہ مسئلہ بن چکی ہے، پوری دنیا اس کی لپیٹ میں ہے، مغربی ملکوں میں فحاشی کو قانونی درجہ حاصل ہوچکا ہے، آزادی کے نام پر انسانوں کو حیوانوں کی صف میں کھڑا کیا جارہا ہے، میڈیا جسے اچھے پاکیزہ معاشرہ کی تشکیل میں بنیادی کردار ادا کرنا چاہیے صرف غلاظتوں کی آماجگاہ بن چکا ہے، مغربی معاشرہ کے انسان کتوں کی طرح بے حجابانہ جنسی ہوس پوری کررہے ہیں، سیرت رسول ہی دنیا کو اس لعنت سے بچاسکتی ہے، آپ کی تعلیمات میں حیا کو ایمان کا لازمی جز قرار دیا گیا ہے، آپ نے فرمایا کہ بے حیا باش وہر چہ خواہی کن، عورتوں کے لیے حجاب ضروری قرار دیا گیا، مردوں کو حکم دیا گیا کہ وہ اپنی نگاہوں کی حفاظت کریں، بُری نگاہ کو شیطان کا تیر قرار دیا گیا، بے حیائی اور عریانیت کے سبب اس وقت انسانیت ایڈز کی شکل میں عذاب الٰہی سے دوچار ہے، ہر سال دنیا بھر میں لاکھوں افراد لقمۂ اجل بن رہے ہیں، ایڈز کے خدائی عذاب سے بچنے کے لیے ہر ملک اپنے بجٹ کا بڑا حصہ استعمال کررہا ہے، عالمی سمناروں کا انعقاد عمل میں لایا جارہا ہے، لیکن اس سے چھٹکارے کی کوئی سبیل نظر نہیں آتی، جب تک سماج سے فحاشی اور برہنگی اور جنسی بے راہ روی کا خاتمہ نہ کیا جائے، ایڈز سے نجات ممکن نہیں، نبوی تعلیمات کے نفاذ سے انسانیت اس عذاب سے چھٹکارا پاسکتی ہے۔ دور حاضر کی ایک خطرناک لعنت نشہ بازی اور منشیات کی لت ہے، عالمی صحت تنظیم WHO کی رپورٹ کے مطابق دنیا بھر میں دو ارب لوگ شراب نوشی کرتے ہیں، ہندوستان میں سڑک حادثات میں روزانہ تقریباً ۲۸۲ لوگ مرتے ہیں، جس میں اکثر حادثوں کے پیچھے شراب نوشی کارفرما ہوتی ہے شراب کے ساتھ دیگر منشیات کا استعمال آج کے مشینی معاشرہ میں تیزی سے فروغ پارہا ہے، شراب ونشہ بازی کا بنیادی سبب موجودہ معاشرہ میں سکون سے محرومی ہے موجودہ مشینی مادہ پرست معاشرہ میں سکون نام کی چیز نہیں ہے مادی وسائل رکھنے والا بھی پریشان ہے اور ان سے محروم افراد بھی مضطرب ہیں، سکون کے لیے بھنگ، شراب، گانجہ، ہیروئن، مارفین جیسی چیزوں کا سہارا لیا جاتا ہے، (**بقیہ صفحہ ۱۰/پر**)

Scanned with CamScanner

دار القضاء اور محاکم شرعیہ - بعض قابل توجہ اُمور اور لمحۂ فکریہ

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

اسلام صرف چند اعتقادات یا عبادات کا نام نہیں ہے؛ بلکہ یہ ہماری پوری زندگی کا احاطہ کرتا ہے، اس کا ایک اہم شعبہ معاشرہ اور سماجی زندگی ہے، جس میں نکاح، طلاق، والدین اور اولاد کے حقوق، زوجین کے باہمی تعلقات وغیرہ مسائل آتے ہیں، شریعت نے اگرچہ رشتۂ نکاح کے توڑنے کو بہت ہی ناپسندیدہ عمل قرار دیا ہے؛ لیکن بعض دفعہ مزاج کی ناموافقت، باہم ظلم و زیادتی یا قدرتی اسباب کے تحت ایک دوسرے کا حق ادا کرنے سے عاجز ہو جانے کے سبب رشتہ کو ختم کر دینا ایک ضرورت کا درجہ حاصل کر لیتا ہے؛ اسی لئے قرآن مجید نے رشتۂ نکاح کے قطع کرنے کا راستہ بھی کھلا رکھا ہے۔ رشتۂ نکاح کے ختم ہونے کی بنیادی طور پر تین صورتیں ہوتی ہیں: طلاق، خلع اور فسخ۔ طلاق کا اختیار شوہر کو دیا گیا ہے؛ لیکن اس کو اس حق کا بے جا استعمال کرنے سے منع بھی کیا گیا ہے، طلاق کے واقع ہونے میں بیوی کی رضامندی ضروری نہیں ہوتی —— خلع بھی طلاق ہی کی ایک صورت ہے؛ البتہ یہ صورت شوہر اور بیوی کی باہمی رضامندی سے انجام پاتی ہے، ان کے درمیان معاہدہ ہوتا ہے کہ بیوی اپنے کسی حق سے دستبردار ہو جائے گی یا شوہر کو کچھ ادا کرے گی اور اس کے عوض شوہر طلاق دے گا، خلع کے لئے کسی خاص سبب کا پایا جانا ضروری نہیں، اگر بیوی کی طرف سے کسی زیادتی کے بغیر خلع کی نوبت آئی ہو تو شوہر کے لئے بیوی سے کوئی معاوضہ لینا یا اس سے اس کا کوئی حق معاف کرانا مکروہ ہے، اور عورت کی طرف سے زیادتی ہو تب بھی اس سے زیادہ وصول کرنا جو اس نے مہر کے طور پر دیا ہے، کراہت سے خالی نہیں ہے۔ لیکن بہر حال خلع، طلاق ہی کی ایک صورت ہے؛ اس لئے بنیادی طور پر خلع کے لئے شوہر کی اجازت ضروری ہے، اس کا ذکر خود قرآن مجید میں موجود ہے، (البقرۃ:۲۲۹) بعض لوگوں کو غلط فہمی ہے کہ جیسے مرد کو طلاق دینے کا حق حاصل ہے، اسی طرح عورت کو خلع دینے کا؛ البتہ امام مالکؒ کے نزدیک اگر اختلاف اور نفرت اتنی شدت اختیار کر گئی ہو کہ عورت کسی بھی قیمت پر اس مرد کے ساتھ رہنے پر آمادہ نہیں ہو تو قاضی کے لئے گنجائش ہے کہ وہ ان کے مسئلہ کو حل کرنے کے لئے دو، ورنہ کم سے کم ایک حَکَم مقرر کر دے، اگر یہ دونوں کے خاندان سے ہوں تو بہتر ہے؛ ورنہ وہ اپنی طرف سے کسی شخص کو حَکَم کی ذمہ داری سونپ سکتا ہے، یہ حَکَم دونوں میں مفاہمت کی کوشش کرے گا اور اگر مفاہمت نہ ہو سکے اور اس کا احساس ہو کہ اگرچہ مرد یا عورت کی طرف سے کوئی ایسی زیادتی نہیں ہوئی ہے، جس کی وجہ سے نکاح فسخ کیا جاتا ہے؛ لیکن باہمی نفرت اس درجہ بڑھ گئی ہے کہ اس رشتہ کو باقی رکھنے میں نکاح کے اصل مقاصد فوت ہو جائیں گے تو ایسی صورت میں قاضی حَکَم کی رائے پر اپنی طرف سے خلع کا فیصلہ کر سکتا ہے، یہ ایک استثنائی صورت ہے اور ہندوستان میں بھی دار القضاء میں احتیاط کے ساتھ اس پر عمل کرتے ہیں۔ رشتۂ نکاح کو ختم کرنے کی تیسری صورت 'فسخ و تفریق' ہے، بعض صورتوں میں تو نکاح آپ سے آپ فسخ ہو جاتا ہے اور اکثر صورتوں میں قاضی کے ذریعہ اسبابِ فسخ کے ثابت ہونے پر نکاح فسخ کیا جاتا ہے، قاضی سے مراد نکاح پڑھانے والے حضرات نہیں ہیں، ان کو تو برطانوی عہد میں قاضی کا نام دے دیا گیا اور پھر یہی نام مختلف علاقوں میں مروج ہو گیا، فقہاء کی اصطلاح کے اعتبار سے قاضی وہ ہے جسے مسلمانوں کے باہمی نزاعات کو حل کرنے کے لئے فیصلہ کرنے پر مامور کیا گیا ہو، بنیادی طور پر اس کی دو ذمہ داریاں ہیں، ایک یہ کہ جو نزاعی معاملہ اس کے سامنے پیش کیا گیا ہو، وہ اس کی تحقیق کرے، دوسرے: اس پر شریعت کے احکام جاری کرے، مفتی اور قاضی میں یہی فرق ہے کہ مفتی کا کام واقعہ کی تحقیق نہیں ہے؛ بلکہ اس کی ذمہ داری صرف اس قدر ہے کہ اس سے جو سوال کیا جائے اس کا جواب دے دے؛ اسی لئے فقہاء کی اصطلاح میں اس کی ذمہ داری حکم شرعی کے بارے میں ''اخبار'' یعنی خبر دینا ہے، جب کہ قاضی کی ذمہ داری واقعہ کی تحقیق اور اس پر حکم شرعی کی تطبیق کے ذریعہ فریقین پر اس کو لازم قرار دینا ہے۔ سوال یہ ہے کہ کسی شخص کو منصبِ قضاء سونپنے کا اختیار کس کو ہے؟ تو اس سلسلہ میں دو حالتیں ہیں: ایک یہ کہ وہ مسلم ملک ہو اور زمام اقتدار مسلمانوں کے ہاتھ میں ہو، وہاں قاضی مقرر کرنے کا حق سربراہِ ملک کو ہے، دوسری صورت یہ ہے کہ مسلمان اقلیت میں ہوں اور حکومت مسلمانوں کے ہاتھوں میں نہ ہو تو یہاں مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ حکومت سے معاشرتی زندگی سے متعلق مقدمات کے فیصلہ کے لئے کسی امیر کا مطالبہ کریں، جو ان کے لئے قاضی مقرر کرے، اگر حکومت امیر مقرر کرنے کو تیار نہ ہو تو مسلمان قاضی کے تقرر کا مطالبہ کریں، اگر حکومت ایسا کر دے تو وہی قاضی ایسے معاملات کا فیصلہ کرے گا اور وہ شرعاً نافذ ہوگا؛ اسی لئے ہندوستان میں جب انفساخ نکاح مسلم قانون ۱۹۳۹ء میں بنا تو اس میں علماء کی طرف سے یہ دفعہ بھی تجویز کی گئی تھی کہ مسلمانوں کے اس طرح کے مقدمات کے فیصلے کے لئے کوئی مسلمان قاضی یا جج مقرر کئے جائیں؛ لیکن افسوس کہ بعض آوارہ خیال نام نہاد مسلمان دانشوروں کی مخالفت کی وجہ سے یہ دفعہ شامل نہیں ہو سکی، ورنہ ہندوستانی مسلمانوں کا ایک بہت بڑا مسئلہ حل ہو گیا ہوتا، اگر حکومت کی طرف سے یہ سہولت فراہم نہ کی جائے تو مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ کسی کو اپنا امیر منتخب کر لیں، وہ قاضی کا تقرر کرے اور وہ قاضی ان معاملات کا فیصلہ کرے، مسلمان غیر مسلم ملکوں میں بھی جن پر عمل کرنے کے پابند ہیں؛ البتہ امیر سے تنظیموں اور جماعتوں کے سربراہان مراد نہیں ہیں؛ کیوں کہ وہ تو صرف اپنی جماعت کے یا تنظیم کے سربراہ ہیں، امیر سے مراد وہ شخص ہے جس کو بحیثیت مجموعی اُمت کے تمام گروہوں نے مل کر منتخب کیا ہو، فقہاء احناف کی کتابوں میں امارت اور قضاء کے اس نظام کی صراحت و وضاحت موجود ہے اور علماء ہند میں خاص کر حضرت مولانا عبد الصمد رحمانیؒ کی کتاب 'مسئلہ امارت' اس سلسلہ میں ایک بنیادی کتاب کا درجہ رکھتی ہے، ہندوستان کی مختلف ریاستوں میں امارت شرعی کا نظام اسی اُصول پر قائم ہوا ہے اور اس کے تحت قاضی مقرر ہیں، خاص کر بہار، اُڑیسہ، جھارکھنڈ اور شمال مشرق کی سات ریاستوں میں دار القضاء کا جال بچھا دیا گیا ہے اور مسلمان بکثرت اس سے رُجوع کرتے ہیں۔ ہندوستان کی بیشتر ریاستوں میں امارت کا ایسا نظام قائم نہ ہو سکا، جس میں مسلمانوں کے تمام حلقے شامل ہوں؛ لیکن آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ ایک ایسا ادارہ ہے جس میں مسلمانوں کا سوادِ اعظم اکٹھا ہے اور جو صرف کسی ایک تنظیم کی نمائندگی نہیں کرتا؛ بلکہ پوری ملت اسلامیہ کی نمائندگی کرتا ہے؛ اس لئے یہ بات طے کی گئی کہ بورڈ کا صدر ان صوبوں میں قاضی کا تقرر کرے، جہاں اس نوعیت کی امارت نہیں پائی جاتی ہے؛ اس لئے جن صوبوں میں نظام امارت قائم نہیں ہے، وہاں بورڈ کے تحت قاضی کا تقرر درست ہے۔ فقہاء مالکیہ کے نزدیک جہاں قاضی موجود نہ ہو، وہاں 'مجلس المسلمین' یعنی چند اہل علم کی مجلس اس کام کو انجام دے سکتی ہے؛ لیکن ان کے نزدیک بھی جہاں قاضی موجود ہو، وہاں ایسی کسی مجلس کو فیصلہ کرنے کا حق نہیں ہے، ہمارے بعض بزرگوں نے اس بات کو دیکھتے ہوئے کہ ہندوستان میں قاضی کو اپنے فیصلے نافذ کرنے کی طاقت نہیں ہے، ہندوستان جیسے ملک میں مجلس المسلمین کے ذریعہ فیصلہ کرنے کو بہتر سمجھا؛ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ قوت تنفیذ حاصل نہ ہونے کی دشواری اگر دار القضاء کے ساتھ ہے تو یہی دشواری مجلس المسلمین کو بھی درپیش ہے، پھر یہ کہ مالکیہ کے یہاں مجلس المسلمین کی حیثیت کسی مستقل ادارہ کی نہیں ہے؛ بلکہ ایک وقتی اور عارضی مجلس کی ہے، جو بنے اور معاملہ طے ہونے کے بعد ختم ہو جائے، وقتی طور پر بننے والی ایسی مجلسیں سماج میں پیش آنے والے متواتر مسائل کو حل کر سکیں، یہ دشوار ہے؛ اسی لئے بعض مؤقر ملی تنظیموں نے شرعی پنچایت یا محکمۂ شرعیہ کے نام سے مجلس المسلمین کے تصور کو اختیار کیا؛ لیکن عملاً اس کی شکل دار القضاء کی ہی مماثل ہو گئی ہے اور وہ ایک مستقل ادارہ کی حیثیت سے کام کرتا ہے، فرق صرف یہ ہوا کہ قاضی تنہا فیصلہ کرتا ہے؛ البتہ حسب ضرورت دوسرے اہل علم سے بھی مشورہ لے سکتا ہے، جیسا کہ عہد نبوی یا عہد صحابہ اور بعد کے ادوار میں ہوتا رہا ہے اور اس سلسلہ میں فقہاء کی صراحتیں موجود ہیں، اور مجلس المسلمین میں ایک کمیٹی فیصلہ کرتی ہے؛ بہر حال اگر معاملات کے فیصلوں کے لئے چند افراد کی کمیٹی ہو اور وہ ذمہ دارانہ طریقہ پر فیصلہ کرے اور کسی ذمہ دار تنظیم یا مسلمانوں کے درمیان معتبر کسی ادارہ یا درسگاہ کے تحت ہو تو یہ بھی دار القضاء کے موجود نہ ہونے کی صورت میں اس کے متبادل کے طور پر قابل قبول ہو سکتی ہے، اسی بنیاد پر ہندوستان کی ایک قدیم دینی تنظیم جمعیۃ علماء ہند کی طرف سے محاکم شرعیہ قائم ہیں۔ لیکن دار القضاء ہو یا محکمۂ شرعیہ، احتیاط اور شرعی اُصولوں کی تکمیل ضروری ہے اور اس سلسلہ میں بعض نہایت ہی افسوس ناک بے احتیاطیاں اور غلط فہمیاں سامنے آرہی ہیں، اس سلسلہ میں چار اُمور کا ذکر مناسب معلوم ہوتا ہے: اول یہ کہ بعض لوگوں کے ذہن میں یہ بات آگئی ہے کہ جس طرح مردوں کو طلاق دینے کا حق حاصل ہے، ٹھیک اسی طرح عورتوں کو شریعت نے خلع دینے کا حق دیا ہے، اس طرح کا خیال ناپختہ علم دانشوروں ہی میں نہیں؛ بلکہ بعض مسلمان قانون دانوں میں بھی ہے، یہاں تک کہ بعض اوقات اخبارات میں اشتہار دیا جاتا ہے کہ ''میری مؤکلہ فلاں نے اپنے شوہر فلاں ولد فلاں کو خلع دے دیا ہے'' یہ بالکل قانون شریعت سے ناواقفیت ہے، خلع کے لئے شوہر کی آمادگی ضروری ہے؛ البتہ مالکیہ کے نزدیک اس سے ایک صورت مستثنیٰ ہے، جس میں قاضی حَکَم کی رائے پر اپنی طرف سے خلع کا فیصلہ کر سکتا ہے۔ دوسری قابل توجہ بات یہ ہے کہ قاضی کا منصب ایسا نہیں ہے کہ انسان اپنے آپ قاضی ہو جائے، نکاح خواں ہونے کے لئے تو شرعاً کسی کی طرف سے تقرر ضروری نہیں ہے، عاقدین کی رضامندی سے کوئی بھی شخص ایجاب و قبول کرا سکتا ہے؛ لیکن فسخ نکاح کے لئے کوئی شخص اپنے آپ قاضی نہیں ہو سکتا، یا مسلمانوں کی کوئی کمیٹی یا کوئی مسجد، مدرسہ اپنے طور پر کسی کو قاضی مقرر نہیں کر سکتے، نہ ان صورتوں میں شرعاً وہ شخص قاضی ہوگا اور نہ اس کا فیصلہ نافذ ہوگا —— یہ بات بے حد افسوس ناک ہے کہ ملک کے مختلف شہروں میں بعض انجمنیں اپنے طور پر قاضی مقرر کر رہی ہیں اور بعض حضرات تو اتنے ''خود مکتفی'' ہیں کہ وہ خود ہی اپنے کمرے پر قاضی کا بورڈ لگا دیتے ہیں، گویا دار القضاء نہ ہوا، ترکاری کی دُکان ہو گئی، جس کا جی چاہا، کھول کر بیٹھ گیا، ہندوستان کے ایک ساحلی شہر میں اس طرح کے قاضیوں کی تعداد اتنی بڑھ گئی ہے کہ اندیشہ ہے کہ مستقبل میں شاید مدعی اور مدعا علیہ کی تعداد کم ہو جائے اور قاضیوں کی بڑھ جائے، اور ستم بالائے ستم یہ ہے کہ ان میں سے ہر شخص چیف قاضی ہے، یہ نہایت جسارت انگیز حرکت ہے، ایسے لوگوں کا نکاح کے فسخ ہونے کا فیصلہ کرنا سخت گناہ ہے اور اگر وہ کسی عورت کے نکاح فسخ ہونے کا فیصلہ کر بھی دیں، تب بھی نکاح فسخ نہیں ہوگا اور عورت کے لئے شرعاً دوسرا نکاح کرنے کی اجازت نہیں ہوگی، سوچئے، یہ کس قدر گناہ، اللہ تعالیٰ سے بے خوفی اور آخرت کی جواب دہی سے لاپرواہی کی بات ہے! مسلم سماج کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے آپ قاضی بن جانے والے ایسے دھوکہ بازوں کو روکے اور مسلمانوں کے لئے قطعاً جائز نہیں کہ ایسے لوگوں کے پاس اپنا معاملہ لے جائیں، یہ تو شریعت کے ساتھ ایک مذاق ہے اور اس طرز عمل سے اسلام کا نظام عدل بے وقعت ہو کر رہ جائے گا۔ تیسرے: شرعی پنچایت یا محاکم شرعیہ کے نظام میں بھی باضابطگی ضروری ہے، باضابطگی سے مراد یہ ہے کہ وہ کسی معتبر دینی تنظیم یا علاقہ کی بڑی دینی درسگاہ کے زیر انتظام کام کرتی ہو اور بطور خود کچھ لوگوں نے فیصلہ کرنا نہ شروع کر دیا ہو؛ بلکہ دیانت و تقویٰ، صلاحیت اور معاملہ فہمی کی بنیاد پر کسی ذمہ دار ادارہ نے تقرر کیا ہو اور اگر اس کے فیصلہ پر اطمینان نہ ہو تو مرافعہ کی گنجائش ہو، کسی منضبط نظام کے بغیر اپنے طور پر جو لوگ محکمۂ شرعیہ قائم کر رہے ہیں، ان کا حال بھی خود ساختہ قاضیوں سے بہت مختلف نہیں ہے، مثلاً اسی طرح کی ایک مجلس جو ایک اور نام سے قائم ہے، اس کا ایک فیصلہ اس حقیر کے سامنے آیا، جس میں بیوی نے اپنے شوہر کے خلاف، خلافِ فطرت فعل کا دعویٰ کیا تھا، اگر یہ دعویٰ ثابت ہو جائے تو فسخ نکاح کی گنجائش موجود ہے؛ لیکن اس ادارہ نے شوہر کے نام نوٹس جاری کی کہ آپ فلاں تاریخ کو حاضر ہو کر لعان کریں اور چوں کہ شوہر لعان کے لئے حاضر نہیں ہوا یا اس نے حاضر ہونے سے انکار کر دیا؛ اس لئے اس کا نکاح فسخ کر دیا گیا، اس کی صراحت خود فیصلہ میں موجود ہے، لعان ایک شرعی اصطلاح ہے، یہ اس صورت میں ہے جب کہ شوہر بیوی پر زنا کا الزام لگائے اور بیوی کو اس سے انکار ہو، نیز وہاں اسلامی حکومت قائم ہو اور شرعی حدود جاری ہوتی ہوں تو اس خاص صورت میں تہمت اور زنا کی شرعی سزا کی جگہ دونوں سے لعان کرایا جائے گا، اب اس جہالت پر غور کیجئے کہ ایک تو یہ وہ معاملہ ہے ہی نہیں، جس میں شرعاً لعان کرایا جاتا ہے، دوسرے: ہندوستان میں اسلامی حکومت نہیں ہے، جہاں لعان کا حکم جاری ہوتا ہے، اسی طرح کئی ایسے فیصلے سامنے آئے ہیں، جن میں صرف بیوی کی ناپسندیدگی کی وجہ سے فسخ نکاح کا فیصلہ کر دیا گیا، اسی طرح ایک شہر کا یہ معاملہ سامنے آیا کہ فریقین ایک دوسری ریاست کے رہنے والے ہیں، جب مدعیہ کو اپنی ریاست میں دار القضاء سے فسخ نکاح کی ضمانت حاصل نہیں ہوئی۔ (بقیہ صفحہ ۱۰/پر)

Scanned with CamScanner

اسرائیل۔متحدہ عرب امارات امن معاہدہ کیامشرقِ وسطیٰ میں ہتھیاروں کے حصول کی دوڑ تیز کردے گا؟

ٹام بیٹ مین(نمائندہ مشرق وسطیٰ، یروشلم)

وائٹ ہاؤس کے سورج کی کرنوں سے منور لان میں بقول صدر ٹرمپ ''مشرق وسطیٰ کی ایک نئی صبح'' کا آغاز ہونے جارہا تھا اور ٹرمپ کے مطابق اس نئی صبح کا آغاز ''خون کو کوئی قطرہ گرائے بغیر'' ہوا۔تین عرب ممالک نے کئی دہائیوں سے اپنے حریف ملک اسرائیل کے ساتھ سفارتی اور تجارتی معاہدے کیے جو کہ ان کی خارجہ پالیسی میں ایک تاریخی تبدیلی کا مظہر تھے،تاہم جیسا کہ اسرائیل کے وزیراعظم امن کا ایک نیا نقشہ پیش کررہے تھے اس میں خاصی تبدیلیاں دیکھنے میں آئیں،یہاں امن کے بجائے اب ایک ایسا نیا دائرہ جنم لے رہا ہے،جس میں ہتھیاروں کی نئی دوڑ شامل ہے۔

پہلا عرب ملک جس نے اسرائیل سے تعلقات میں نرمی پیدا کی وہ متحدہ عرب امارات تھا،جواب امریکہ کے ساتھ جنگی لڑاکا طیاروں کے معاہدے کے بہت قریب پہنچ چکا ہے،اسرائیل جو پہلے ہی فوجی طاقت کے اعتبار سے بہت آگے ہے اب اپنی طاقت میں مزید اضافے کی کوشش کرسکتا ہے۔امریکی انتظامیہ ایران کو عالمی سطح پر ایک خطرہ قرار دیتی ہے اور اسے تنہا کرنے کی کوششوں میں وہ مشرق وسطیٰ میں ہتھیاروں کی فروخت کو ایران کے خلاف اپنے اتحادیوں کی طاقت میں توازن پیدا کرنے کے طور پر دیکھ رہی ہے،یہ صورتحال مشرق وسطیٰ میں ایک نئی بے چینی کا سبب بن سکتی ہے جہاں بڑی طاقتیں اپنی پراکسی جنگیں لڑرہی ہیں،وہاں ایٹمی ہتھیاروں کی دوڑ مزید خونریزی جیسے خدشات کو بڑھارہی ہیں۔مگر امن کے لیے ہتھیاروں کے حصول کے دعوے کی قلعی کیسے کھلی؟

امریکی دفاعی کمپنی لاک ہیڈ مارٹن کا بنایا ہوا ''ایف 35 لائٹننگ II'' دنیا کا جدید ترین کثیر الجہتی جنگی طیارہ ہے،برطانیہ میں قائم تھنک ٹینک رائل یونائیٹڈ سروسز انسٹی ٹیوٹ کے جیسن برونک کے خیال میں یہ ''غیر معمولی'' نوعیت کا ہے،متحدہ عرب امارات گذشتہ چھ سال سے ان کوششوں میں مصروف ہے کہ وہ واشنگٹن سے یہ طیارہ خرید کر پہلا عرب ملک بن جائے جس کے پاس اس قدر جدید لڑاکا طیارہ ہے۔اس طیارے ''ایف 35'' کی کمپیوٹنگ طاقت،سائبر پےلوڈ ڈیلیور کرنا،دشمن کے ایئر ڈیفنس کو جام کرنے اور روایتی میزائلوں کو لے جانے کی صلاحیت کا حوالہ دیتے ہوئے جیسن برونک کا کہنا ہے کہ گذشتہ بیس سال سے امریکی ایئر فورس نے اس طیارے میں ایسی کئی تبدیلیاں متعارف کرائی ہیں جن کے بارے میں ہم آج بھی نہیں سوچ سکتے کہ لڑاکا طیارہ یہ سب کچھ کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ان کے مطابق اس طیارے کا مقصد متحدہ عرب امارات کے لیے عزت اور وقار کا مسئلہ بن گیا ہے۔حال ہی میں امریکی میڈیا پر نشر کی جانے والی رپورٹس کے مطابق ٹرمپ انتظامیہ نے کانگریس کو باقاعدہ متحدہ عرب امارات کو پچاس ''ایف 35'' طیارے فروخت کرنے سے متعلق اپنے پلان سے آگاہ کردیا ہے،ان طیاروں کی کل مالیت 10.4 ارب ڈالر تک بنتی ہے۔

ڈونالڈ ٹرمپ نے اگست میں جو ڈیل کرائی ہے اس کے تحت متحدہ عرب امارات عرب دنیا میں تیسرا اور گلف میں پہلا ملک ہے جس نے اسرائیل سے تعلقات معمول پر لانے کے لیے معاہدہ کیا،اسرائیلیوں کے لیے یہ بات بہت اہمیت کی حامل ہے کہ وہ خطے میں اپنے آپ کو قابل قبول بنائیں اور ایک نیا تجارتی رابطہ قائم کریں،متحدہ عرب امارات کے لیے اس کا مطلب ہے اپنی معیشت میں بہتری اور خطے میں سکیورٹی اور سائبر سپر پاور تک رسائی حاصل کرنا۔فلسطینیوں نے اس اقدام کی سختی کے ساتھ مخالفت کی ہے،کیونکہ وہ اسے عرب یکجہتی کے ساتھ غداری اور ان کی ایک ریاست بننے کی امیدوں پر پانی پھیرنے جیسا سمجھتے ہیں۔اس کے علاوہ اور اب دیگر مسائل نے بھی سر اٹھانا شروع کردیا ہے۔

متحدہ عرب امارات کے وزیر مملکت برائے خارجہ امور انور گرگاش نے کہا کہ اس امن معاہدے سے وہ تمام روکاوٹیں دور ہوجائیں گی جو ''ایف 35'' طیاروں کی فروخت میں حائل ہیں،لیکن ساتھ ہی انھوں نے اس بات پر بھی زور دیا کہ یہ طیارے خریدنے کی درخواست کا تعلق اس معاہدے سے نہیں ہے۔متحدہ عرب امارات کے حکام اس بات پر زور دیتے ہیں کہ اسرائیل سے ہونے والے معاہدے کا کوئی عسکری اور فوجی پہلو نہیں ہے۔ایف 35 طیاروں کی متحدہ عرب امارات کو ممکنہ فروخت کے حوالے سے واشنگٹن کے لب ولہجے میں بھی تبدیلی آئی ہے۔

ڈونالڈ ٹرمپ نے متحدہ عرب امارات سے موصول ہونے والی درخواست کا اعتراف کرتے ہوئے کہا کہ اس پر غور کیا جارہا ہے جب کہ صدر ٹرمپ کے داماد اور مشیر جارڈ کشنر نے کہا ہے کہ اس معاہدے نے کامیابی کے امکانات بڑھادیے ہیں۔اس کے علاوہ متحدہ عرب امارات کچھ برس سے امریکی ساخت کے ''ایم کیو-9 ریپر ڈرون'' خریدنے کی کوشش کررہا ہے لیکن اسلحے کی فروخت پر پابندی کے معاہدے کی وجہ سے اس کی مخالفت ہوتی رہی ہے۔برونک کا کہنا ہے کہ وائٹ ہاؤس چینی ساخت کے ڈرون کی فروخت کو روکنا چاہتا ہے،مسلح ڈرون کا جن بوتل سے باہر آگیا ہے،لہذا اس نوعیت کے اسلحے کے سودے مشرق وسطیٰ میں طاقت کے توازن پر اثر انداز ہوسکتے ہیں۔

اسرائیل میں بہت سے لوگ متحدہ عرب امارات کو ایف 35 طیاروں کی فروخت کے سخت مخالف ہیں اور اس بات پر پریشان ہیں کہ اس سودے سے خطے میں اسرائیل کی برتری پر اثر پڑے گا،امریکہ کے قوانین میں یہ بات درج ہے کہ مشرق وسطیٰ میں اسلحے کی فروخت کا ایسا کوئی سودا نہیں کیا جائے گا،جس سے اسرائیلی فوج کو اپنے ہمسایہ عرب ملکوں پر حاصل دفاعی لحاظ سے اسلحے کی معیاری برتری پر کوئی اثر پڑے،یعنی خطے میں اسرائیل کو جو فوجی برتری حاصل ہے اسے برقرار رکھا جائے گا،امریکہ کے اس قانون کی وجہ سے مشرق وسطیٰ میں اسرائیل وہ واحد ملک ہے جس کو ایف 35 طیارے چارسال قبل فراہم کیے گئے تھے اور ۲۰۲۴ء تک اس کو کل پچاس ایف 35 طیارے مزید فراہم کردیے جائیں گے جن کی فی طیارہ مالیت دس کروڑ ڈالر ہے۔اسرائیل کی فضائیہ نے مئی ۲۰۱۸ء میں کہا تھا کہ یہ پہلا ملک ہے جس نے ایف 35 طیاروں کو جنگی کارروائیوں میں استعمال کیا جن میں شام میں ایرانی اہداف کو نشانہ بنایا جانا شامل ہے۔لبنان کے دارالحکومت بیروت کی فضاؤں میں ایک ایف 35 طیارے کی پرواز کی تصاویر جاری ہونے سے شدید تنقید شروع ہوگئی تھی کیونکہ اسرائیل اور لبنان کے درمیان کشیدگی پائی جاتی ہے اور عملی طور پر یہ دونوں ملک اب بھی حالتِ جنگ میں ہیں۔اسرائیل کے اخبارات اور اس کے بعد امریکی ذرائع ابلاغ میں اسرائیل کے وزیراعظم نیتن یاہو کی طرف سے خفیہ طور پر متحدہ عرب امارات کو ایف 35 کی مجوزہ فروخت کی حمایت کرنے کی خبروں کی اشاعت کے بعد اسرائیل کے اندر ایک سیاسی مسئلہ کھڑا ہوگیا تھا،اسرائیل کی وزارت عظمیٰ کے دفتر نے ان خبروں کی شدت سے تردید کی تھی اور ایک طویل بیان جاری کیا تھا جس میں کہا گیا تھا کہ اسرائیل کے وزیراعظم واشنگٹن کی طرف سے ان طیاروں کی متحدہ عرب امارات کو فروخت کی مسلسل مخالفت کررہے ہیں،یہ سارا معاملہ اسرائیل کی بحران کا شکار سیاست میں جلتی پر تیل کے مترادف ثابت ہوا کیونکہ یہ خدشات شدت سے ظاہر کیے جارہے ہیں کہ خطے میں اسرائیل کی برتری کم ہوجائے گی،اسرائیل کے وزیر دفاع اور نیتن یاہو کے سیاسی حریف بینی گانتز ان خبروں کی اشاعت کے بعد بھاگے بھاگے واشنگٹن گئے تاکہ اس بات کو یقینی بنایا جاسکے کہ متحدہ عرب امارات کو ایف 35 طیاروں کی فروخت کے بعد بھی اسرائیل کی فوجی برتری اور طاقت پر کوئی اثر نہیں پڑیگا۔

حکومت سے قریب تصور کیے جانے والے ایک اخبار کے مطابق اسرائیلی وزیراعظم جدید ترین اسلحہ خریدنے کی ایک شاپنگ لسٹ (فہرست) کے ساتھ واشنگٹن گئے تھے،یہ کہا جارہا ہے کہ اسرائیل کی امریکی اسلحے کی شاپنگ لسٹ میں ''وی 22 اوپری ٹلٹ روٹر لڑاکا طیارے''، ''ایف 15 لڑاکا طیارے'' اور ''لیزر گائیڈڈ میزائل'' شامل ہیں۔اسی دوران دو امریکی قانون دانوں نے امریکی کانگریس سے کہا ہے کہ اسرائیل کو تیس ہزار پاؤنڈ یا ۱۴ ہزار کیلوگرام کے ''جی بی یو بنکر بسکٹر بم'' دستیاب کیے جائیں۔

اسرائیل کی وزارت دفاع کے سابق اہلکار میجر جنرل آموس گیلاد جو نیتن یاہو پر کھل کر تنقید کرتے ہیں،ان کا کہنا ہے کہ وزیر دفاع نے سیاسی نقصان کو کم کرنے کی کوشش کی ہے،انھوں نے ایک اخبار سے بات کرتے ہوئے کہا کہ مسئلہ متحدہ عرب امارات کا نہیں ہے بلکہ مسئلہ یہ ہے کہ دوسرے عرب ملکوں کو کیا ملنے والا ہے،یہ بات انھوں نے ان خبروں کے تناظر میں کہی کہ سعودی عرب،جس نے ابھی اسرائیل سے سفارتی تعلقات کی بحالی کا معاہدہ نہیں کیا ہے،وہ بھی ایف 35 طیارے خریدنے کا خواہش مند ہے۔قطر نے بھی یہ طیارے خریدنے کی درخواست کی ہے،جبکہ بحرین جس نے متحدہ عرب امارات کے ساتھ ہی اسرائیل کے ساتھ معاہدے پر دستخط کیے تھے،وہ بھی امریکہ سے جدید دفاعی ہتھیار اور ٹیکنالوجی خریدنے کا خواہش مند ہے،اسی وجہ سے بہت سے لوگوں کو خدشہ ہے کہ اسلحے کی فروخت کے ان معاہدوں سے خطے میں کشیدگی بڑھ سکتی ہے۔

امریکہ میں ویتنام جنگ کے بعد بائیں بازو کے امن کے لیے کام کرنے والے سرگرم افراد کی طرف سے قائم کیے جانے والے سینٹر آف انٹرنیشنل پالیسی سے تعلق رکھنے والے ولیم ہرٹنگ کا کہنا ہے کہ امریکہ اس وقت مشرق وسطیٰ میں خود اسلحے کی دوڑ شروع کررہا ہے،وہ واشنگٹن کی طرف سے اسرائیل اور عرب معاہدوں یعنی ''ابراہیم اکارڈز'' کو اسلحہ فروخت کرنے کے معاہدے قرار دیتے ہیں،انھوں نے کہا کہ متحدہ عرب امارات،بحرین،سعودی عرب اور سوڈان جو اسرائیل سے سفارتی تعلقات قائم کررہے ہیں وہ بھی امریکہ کے اسلحے کی فیکٹروں تک رسائی حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔

خلیجی ممالک کو جدید ترین امریکی طیارے دستیاب کرنے کا مطلب ان کی پالیسیوں کی توثیق کرنا ہوگا،انھوں نے کہا کہ اس کا مطلب ان خلیجی ملکوں اور خاص طور سعودی عرب جہاں صورت حال سنگین حد تک خراب ہے،وہاں انسانی حقوق کی پامالیوں اور خلاف ورزیوں سے آنکھیں بند کرنا ہوگا،یمن کے دارالحکومت صنعاء میں انسانی حقوق کی تنظیم کے شریک بانی رضا التوکل نے بی بی سی کو بتایا کہ امریکہ کی جانب سے ان ملکوں کو اسلحے کی فروخت،ان ملکوں کو اپنی پالیسیاں جاری رکھنے کے لیے سبز جھنڈی دکھانے جیسا ہوگا،دریں اثناء انسانی حقوق کی تنظیمیں یمن کی صورت حال پر شدید تشویش ظاہر کررہی ہیں،جو سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات کی طرف سے ایران کے حمایت یافتہ حوثی باغیوں کے خلاف جنگ سے تباہ وبرباد ہوگیا ہے۔

رضا التوکل یمن میں شہری آبادیوں پر فضائی حملوں کے دستاویزی ثبوت جمع کرتے ہیں،انھوں نے بتایا کہ اب تک انھوں نے پانچ سو کے قریب ایسے واقعات کا ریکارڈ مرتب کیا ہے،ان کا کہنا تھا کہ ان میں سے کچھ حملوں میں استعمال کیے جانے والے بموں کے ٹکڑوں سے معلوم ہوا ہے کہ ان میں اکثر امریکی ساخت کے تھے،کچھ برطانیہ میں بنائے گئے تھے اور ایک اطالوی ساخت کا بھی تھا۔التوکل نے یمن میں انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں اور انسانی بحران کے بارے میں اقوام متحدہ کو بھی تفصیل سے آگاہ کیا تھا،ان کا کہنا ہے کہ یمن پر حملہ آور ملکوں کو امریکی حمایت پر پورا بھروسہ ہے اور یہ اطمینان ہے کہ وہ انھیں اسلحہ فراہم کرتا رہے گا،دفاعی تجزیہ کار برونک کہتے ہیں کہ متحدہ عرب امارات ایک عرصے سے اس دھن میں ہے کہ وہ کسی طرح یمن میں استعمال کرنے کے لیے امریکی ڈرون حاصل کرلے۔انھوں نے کہا کہ حوثی باغیوں کی طیارہ شکن توپوں کو نشانہ بنانے کے لیے یہ ڈرون بڑے موثر ثابت ہوسکتے ہیں کیونکہ یہ ڈرون بہت بلندی سے ان توپوں کو نشانہ بنا سکتے ہیں۔ہالینڈ کی اسلحے کے خلاف تنظیم ''پیکس گروپ'' کے مطابق یمن ڈرون کے تجرباتی استعمال کا میدان جنگ بنا رہا ہے،جب کہ دوسری طرف سعودی عرب کی قیادت میں قائم فوجی اتحاد نے یمن میں شہری آبادیوں کو نشانہ بنانے کے الزمات کی تردید کی ہے۔برونک کا کہنا ہے کہ اگر متحدہ عرب امارات کو ایف 35 طیارے فروخت کیے گئے تو دوسرے ملک بھی یہ خریدنا چاہیں گے اور ایک لائن لگ جائے گی۔واشنگٹن میں بیٹھے کچھ لوگ جو اس صورت حال سے بچنا چاہتے ہیں،ان کا کہنا ہے کہ ایران کی طرف سے اسلحہ کے پھلاؤ اور مشرق وسطیٰ میں چینی اسلحے کی بڑھتی ہوئی مانگ کا تدارک کرنے کی ضرورت ہے۔امریکی ایوان صدر نے خلیجی ریاستوں کو اسلحے کے فروخت پر جارحانہ پالیسی اپنائے رکھی ہے جس کا مقصد امریکہ میں اسلحے کی صنعت کو فائدہ پہنچانا ہے۔گذشتہ سال امریکی صدر نے کانگریس کی طرف سے مخالفت سے بچنے کے لیے ہنگامی قوانین کے تحت حاصل صدارتی اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے سعودی عرب،متحدہ عرب امارات اور اردن کو اربوں ڈالر کے اسلحے کی فروخت کے معاہدوں کی منظوری دی۔

حالانکہ ماہرین اس بات سے متفق نہیں ہیں کہ اسرائیل سے معاہدے کے بعد متحدہ عرب امارت کو ایف 35 طیاروں کی فروخت کا سودا جلد ہونے میں کوئی مدد ملے گی،کیونکہ کانگریس اس سودے میں تاخیر کا باعث بننے کے علاوہ اسے روک بھی سکتی ہے اور جو بائیڈن کے اقتدار میں آنے سے بھی اس پر اثر پڑسکتا ہے۔(بحوالہ بی بی لندن)

Scanned with CamScanner

سید محمد عادل فریدی

اخبارِ جہاں

انتخابی نتیجے پر سپریم کورٹ فیصلہ کرسکتا ہے: ٹرمپ

امریکہ کے صدر ڈونالڈ ٹرمپ نے ڈیموکریٹک پارٹی پر الیکشن میں دھوکہ دہی کا الزام عائد کرتے ہوئے کہا ہے کہ انتخابی نتیجے کے سلسلے میں آخری فیصلہ سپریم کورٹ کرسکتا ہے۔ مسٹر ٹرمپ نے جمعرات کو وائٹ ہاؤس میں صحافیوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا: ''ہمارا ماننا ہے کہ ہم بہ آسانی الیکشن جیت جائیں گے، انتخابی نتیجے سے متعلق بہت سی عرضیاں دائر کی جائیں گی کیونکہ ہمارے پاس الیکشن میں دھاندلی کے کافی ثبوت ہیں۔ جب کہ دوسری طرف ڈیموکریٹک پارٹی کے امیدوار جو بائیڈن نے ان الزامات کو سرے سے خارج کیا ہے، خبر لکھے جانے تک جو بائیڈن ۲۱۴ر کے مقابلہ میں ۲۶۴ رالیکورل ووٹ لاکر واضح بڑھت بنا چکے ہیں اور ضروری ہندسے ۲۷۰ر سے محض ۶ر ووٹ دور ہیں، امید ہے کہ جلد ہی وہ یہ ہندسہ عبور کرکے وہائٹ ہاؤس کے اگلے مکین بن جائیں گے، ابھی سے ہی دنیا بھر سے جو بائیڈن کے لیے مبارک بادی کے پیغامات آنے شروع ہوچکے ہیں۔ اس کے باوجود ڈونالڈ ٹرمپ الیکشن کے بارے میں لگاتار غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں، ان کی غلط بیانی پر کارروائی کرتے ہوئے امریکی ٹیلی ویژنوں نے ان کی تقریر کی نشریات بھی درمیان میں روک دیں اور لائیو دکھانا بند کردیا، ٹی وی چینلوں کا کہنا تھا کہ صدر غلط اطلاعات عام کررہے ہیں، مسٹر ٹرمپ ۱۷ منٹ کے اپنے خطاب میں بھڑکانے والی باتوں اور بے بنیاد دعووں کا سیلاب لے آئے تھے، وہ مسلسل اس بات پر مُصر تھے کہ ڈیموکریٹس ''غیر قانونی ووٹ'' استعمال کررہے ہیں۔ کسی بھی انہونی واقعہ سے بچنے کے لیے امریکی خفیہ ایجنسی نے جو بائیڈن کی سیکورٹی بھی سخت کردی ہے۔ (ایجنسی)

افغانستان کے قندھار میں دھماکہ، تین پولیس جوان ہلاک

جنوبی افغانستان کے صوبہ قندھار میں ہوئے ایک دھماکہ میں کم سے کم تین پولیس اہلکاروں کو موت ہوگئی اور دو زخمی ہوگئے۔ سیکورٹی ذرائع نے بتایا کہ یہ واقعہ جمعہ کی صبح پیش آیا جب سڑک کنارے نصب بم کا دھماکہ ہوا جس میں تین پولیس اہلکاروں کی موت ہوگئی اور دو زخمی ہوگئے۔ (یواین آئی)

گواٹے مالا میں ایٹا طوفان سے مرنے والوں کی تعداد ۵۰ر ہوئی

گواٹے مالا میں ایٹا طوفان سے مرنے والوں کی تعداد بڑھ کر ۵۰ر تک پہنچ گئی ہے۔ صدر الیکزینڈر روز یاماٹی نے کہا کہ افسران آفت متاثرہ علاقوں کے لوگوں کو باہر نکال رہے ہیں۔ (یواین آئی)

الجیریا میں افریقہ کی سب سے بڑی مسجد جامع الجزائر کا افتتاح

پیغمبر اسلام کی ولادت کے موقع پر شمالی افریقہ میں واقع مسلم اکثریتی ملک الجیریا کے دارالحکومت میں افریقہ کی سب سے بڑی مسجد ''جامع الجزائر'' کا افتتاح ملک کے وزیر اعظم عبدالعزیز جراد کے ذریعہ کیا گیا، اس مسجد میں ایک وقت میں ایک لاکھ ۲۰ر ہزار افراد نماز ادا کرسکیں گے جبکہ اس پر ڈیڑھ ارب ڈالر سے زیادہ کی لاگت آئی ہے۔ اس مسجد کی تعمیر ۲۰۱۲ء میں صدر عبدالعزیز بوتفلیقہ کے دور میں شروع ہوئی تھی اور ڈیڑھ سال قبل اسے مکمل کرلیا گیا تھا۔ افتتاح کے بعد وزیر اعظم عبدالعزیز جراد نے یہاں نماز ادا کی، اس وقت ان کے ہمراہ دیگر سیاسی و مذہبی رہنما اور مسلم ممالک کے نمائندے موجود تھے۔ مسجد کی تعمیر جدید طرز پر کی گئی ہے اور یہ تقریباً ۷۰ر ایکڑ کے رقبے پر پھیلی ہوئی ہے۔ چینی تعمیراتی کمپنی کے مطابق یہ سعودی عرب میں مکہ اور مدینہ کی دو مقدس مساجد (مسجد الحرام اور مسجد نبوی) کے بعد سب سے بڑی مسجد ہے۔ جامع الجزائر کی منفرد بات یہ بھی ہے کہ اس کا مینار ۲۶۷ر میٹر بلند ہے اور اسے دارالحکومت کے چاروں اطراف سے دیکھا جاسکتا ہے، اس مینار کی ۴۳ر منزلیں ہیں اور اس کی ہر منزل تک رسائی لفٹ کے ذریعے ممکن ہوتی ہے، الجزائر مسجد کے اندرونی حصے کو نیلے رنگ کے سنگ مرمر اور خاص لکڑی سے تعمیر کیا گیا ہے، دیواروں پر عربی میں خطاطی کی گئی ہے، اس کے قالین پر پھولوں کا خاص ڈیزائن ملک کے ثقافتی ورثے کی عکاسی کرتا ہے۔ اس میں کل ۱۲ر عمارتیں ہیں جن میں ۱۰ر لاکھ کتابوں والی ایک لائبریری، لیکچر ہال، اسلامی تاریخ اور آرٹ کا میوزیم، ریسرچ سینٹر، باغ اور پانی کے فوارے شامل ہیں۔ جامع الجزائر میں پانچ امام اور پانچ موذن تعینات کیے گئے ہیں جو یہاں خدمات سرانجام دیں گے۔ (بحوالہ بی بی سی لندن)

سعودی عرب میں غیر ملکی ملازمین کے لیے ''کفالہ'' کے نظام میں نرمی کا اعلان

سعودی عرب نے اعلان کیا ہے کہ وہ ''کفالہ'' کے قواعد و ضوابط میں نرمی کرے گا جو آجروں کو تقریباً ایک کروڑ تارک وطن ملازمین کی زندگیوں پر کنٹرول فراہم کرتے ہیں، ان اصلاحات کے بعد نجی شعبے کے ملازمین آجر کی مرضی کے بغیر اپنی ملازمت تبدیل بھی کرسکیں گے اور ملک چھوڑ بھی سکیں گے۔ سعودی حکومت نے کہا ہے کہ وہ کام کے ماحول کو مزید مؤثر اور بہتر بنانے کے لیے کوشش کررہے ہیں، انسانی حقوق کے کارکنوں کا کہنا ہے کہ کفالہ یعنی اسپانسر شپ کا موجودہ نظام ملازمین کے استحصال کی راہ ہموار کرتا ہے، سعودی عرب میں رائج اس نظام کے تحت سعودی شہری اپنے ملک میں روزگار کے سلسلے میں آنے والے غیر ملکی شہریوں کو اسپانسر کرتے ہیں جسے کفالہ کہا جاتا ہے۔ اسپانسر کرنے کے بدلے سعودی شہریوں کو ایک مختص رقم فراہم کرنی پڑتی ہے، کفالہ نظام سعودی عرب میں گذشتہ سات دہائیوں سے رائج ہے، جس کے تحت سعودی عرب میں کام کرنے والا غیر ملکی کارکن اپنے مالک کا پابند ہوجاتا ہے، اپنی ملازمت کے آغاز میں غیر ملکی کارکن اپنا پاسپورٹ اور تمام تر شناختی دستاویزات اپنے کفیل کے پاس جمع کرانے کا پابند ہوتا ہے، اس نظام کا اطلاق مقامی عرب آبادی کے گھروں میں کام کرنے والے ذاتی ملازمین سے لے کر بڑی بڑی کمپنیوں میں کام کرنے والے ملازمین پر ہوتا ہے، کارکن اپنے کفیل کی اجازت کے بغیر اپنی ملازمت تبدیل نہیں کرسکتا اور نہ ہی وہ اپنے کفیل کی اجازت کے بغیر ملک چھوڑ سکتا ہے، کفالہ کے نظام تحت بعض کفیل اپنے کارکنوں سے غلاموں جیسے سلوک کرتے ہیں اور غیر ملکی کارکنوں میں کفیلوں کے خلاف شکایات عام سننے میں آتی ہیں۔ اصلاحات کے بعد یہ ملازمین اب براہِ راست حکومتی خدمات کے لیے درخواست دے سکیں گے اور اپنے آجروں کے ساتھ ان کے معاہدے ڈیجیٹل ہوا کریں گے۔ (بی بی سی لندن)

یو جی سی کی یونیورسٹیوں اور کالجوں کو کھولنے کے لئے نئی گائڈ لائن

یونیورسٹی گرانٹ کمیشن (یو جی سی) نے یونیورسٹیوں اور کالجوں کو کھولنے کے لئے نئی رہنما ہدایات جاری کی ہیں وزارت تعلیم نے کہا کہ ریاست کی یونیورسٹیاں اور کالجوں میں کمیشن کی جانب سے تیار کئے گئے حفاظتی اور ہیلتھ پروٹوکول کی رہنما ہدایات پر عمل آوری کے لئے متعلقہ ریاست/ مرکزی حکومت فیصلہ کرے گی، نئی رہنما ہدایات کے مطابق یونیورسٹی اور کالج کیمپس مرحلہ وار طریقے سے کھولے جاسکتے ہیں، سبھی تحقیقی طالب علموں اور سائنس ٹیکنالوجی کے کورسز کے ماسٹرز طلبہ کو پہلے کالج بلایا جاسکتا ہے کیونکہ ان کی تعداد دوسرے کورسز کے طلبہ سے کم ہے، اس کے علاوہ، اگر طلبہ چاہیں تو، وہ کلاسز میں شرکت نہ کرکے گھر میں رہ کر آن لائن کورسز میں حصہ لے سکتے ہیں۔ یو جی سی کے رہنما خطوط کے مطابق، کورونا انفیکشن کی علامات والے طلبہ کو کیمپس، یونیورسٹی یا کالج ہاسٹل میں شیئر روم میں رہنے کی اجازت نہیں دی جانی چاہئے۔ (یواین آئی)

ہندوستان آئندہ پانچ برس میں گاڑی کی صنعت کا مرکز بنے گا: گڈکری

مائیکرو، اسمال اینڈ میڈیم انٹرپرائزز کے مرکزی وزیر نتن گڈکری نے کہا کہ حکومت گاڑی کی صنعت کو فروغ دینے کے لیے پالیسی تبدیلی کررہی ہے جس سے آئندہ پانچ برس میں ملک گاڑی پروڈکشن کا عالمی مرکز بن سکے گا۔ مسٹر گڈکری نے ''الیکٹرک موبیلٹی کانفرنس 2020'' کا آن لائن افتتاح کرتے ہوئے کہا کہ حکومت گاڑی صنعت کے ساتھ مل کر گاڑی مینوفیکچرنگ سے متعلق پالیسیز میں تبدیلی کررہی ہے جس سے ہندوستان گاڑی صنعت کے ایک مرکز کی شکل میں ابھر سکے گا۔ انہوں نے کہا کہ ہندوستان کے گاڑی صنعت کا مستقبل روشن ہے اور ملک میں الیکٹرک گاڑیوں کے پروڈکشن کے عالمی مرکز بننے کی صلاحیت ہے۔ (یواین آئی)

سعودی عرب پی آئی ایف نے ریلائنس ریٹیل میں 2.04 فیصد ایکویٹی کے لئے 9555 کروڑ کی سرمایہ کاری کی

سعودی عرب کے پبلک انویسٹمنٹ فنڈ (پی آئی ایف) نے جمعرات کے روز ریلائنس انڈسٹریز لمیٹڈ (آر آئی ایل) کے ذیلی ادارہ مکیش امبانی کی ریلائنس ریٹیل اور ریلائنس ریٹیل وینچرز لمیٹڈ (آر آر وی ایل) میں 2.04 فیصد ایکویٹی کے لئے 9555 کروڑ روپے کی سرمایہ کاری کا اعلان کیا ہے۔ اس معاہدے میں ریلائنس ریٹیل کی پری منی ایکویٹی کی مالیت 4.587 لاکھ کروڑ اندازہ لگایا گیا ہے۔ پری منی ایکویٹی گزشتہ سرمایہ کاریوں کے مقابلے میں -/30,000 کروڑ روپے زیادہ ہے۔ (یواین آئی)

دہلی میں دیوالی کے موقع پر پٹاخہ جلانے پر پابندی عائد

دہلی حکومت نے راجدھانی میں فضائی آلودگی کے خطرناک سطح کے پیش نظر دیوالی کے موقع پر راجدھانی میں پٹاخہ جلانے پر پوری طرح سے پابندی عائد کردی ہے۔ وزیر اعلیٰ اروند کیجری وال کی صدارت میں جمعرات کو اعلیٰ سطحی میٹنگ میں یہ فیصلہ کیا گیا۔ یہ میٹنگ دہلی میں کورونا کے ریکارڈ نئے معاملوں کے سامنے آنے اور آلودگی کی صورت حال کا جائزہ لینے کے لئے بلائی گئی تھی۔ (یواین آئی)

حکومت نے ویزا پر عارضی پابندی، سیاحوں کو چھوڑ کر سبھی غیر ملکی شہریوں کو ہندستان آنے کی اجازت

حکومت ہند نے ویزا پر لگی پابندی ہٹادی ہے اور سیاحوں کو چھوڑ کر سبھی غیر ملکی شہریوں کو ہندستان آنے کی اجازت دے دی ہے۔ حکومت نے سیاحتی ویزا کے علاوہ، تمام او سی آئی، پی آئی او کارڈ ہولڈرز اور دیگر غیر ملکی شہریوں کو کسی بھی مقصد کے لئے ہندوستان آنے کی اجازت دے دی ہے۔ مرکزی وزارت داخلہ (ایم ایچ اے) نے جمعرات کے روز ایک بیان جاری کیا جس میں تمام اوورسیز سٹیزن آف انڈیا (OCI) اور پرسن آف انڈیا اوریجن (PIO) کارڈ ہولڈرز اور دیگر تمام غیر ملکی شہریوں کو ہندوستان آنے کی اجازت دے دی گئی ہے۔ وہ اتھورائزڈ ایئرپورٹ (Authorized airports) اور سی پورٹ امیگریشن (seaport immigration) چیکپوسٹ کے ذریعے ہوائی یا پانی کے راستوں سے ملک میں داخل ہوسکتے ہیں۔ اس کے علاوہ اس چھوٹ کے تحت حکومت نے الیکٹرانک، سیاحتی اور طبی زمرے کے علاوہ تمام موجودہ ویزا کو فوری طور پر بحال کرنے کا فیصلہ کیا ہے، طبی علاج کے لئے ہندستان آنے کے خواہشمند غیر ملکی شہری میڈیکل ویزا کے لئے میڈیکل اٹینڈنٹ سمیت درخواست دے سکتے ہیں۔ (نیوز 18)

آئندہ سال ۳۱ر جنوری کو ہوگا سی ٹیٹ (CTET) امتحان

وزیر تعلیم رمیش پوکھریال 'نشنک' نے اعلان کیا ہے کہ کووڈ-۱۹ کی وجہ سے ملتوی کیا گیا سی ٹیٹ (CTET) امتحان اب آئندہ سال ۳۱ر جنوری کو لیا جائے گا۔ پہلے یہ امتحان ۵ر جولائی ۲۰۲۰ء کو ہونے والا تھا۔ نشنک نے اپنے بیان میں کہا کہ سی ٹیٹ (CTET) کا چودھواں ایڈیشن جولائی میں ملک کے ۱۱۲ر شہروں میں منعقد ہونا تھا، لیکن انتظامی وجوہات سے اسے ملتوی کردیا گیا، اب یہ امتحان ۳۱ر جنوری ۲۰۲۱ء کو منعقد ہوگا۔ (این ڈی ٹی وی)

اب ۲۴ر گھنٹے دستیاب ہوگی ''آر ٹی جی ایس'' کی سہولت

بڑی رقم کی ادائیگی کی الیکٹرانک ''ریئل ٹائم گراس سیٹلمنٹ سسٹم'' (آر ٹی جی ایس) کی سہولت دسمبر سے ہفتے کے تمام دنوں اور چوبیسوں گھنٹے دستیاب ہوگی۔ ریزرو بینک کے گورنر شکتی کانت داس نے مانیٹری پالیسی کمیٹی کے تیسرے دو ماہی اجلاس کے بعد بتایا کہ چھوٹی رقم کی آن لائن ادائیگی کے لیے ''نیشنل الیکٹرانک فنڈز ٹرانسفر'' (این ای ایف ٹی) سسٹم کی سہولت گذشتہ سال دسمبر سے چوبیس گھنٹے کردی گئی ہے، یہ سسٹم بغیر کسی رکاوٹ کے کام کررہا ہے اور اب آر ٹی جی ایس کو بھی چوبیس گھنٹے بڑھانے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ اس سسٹم کے ذریعہ کم از کم دو لاکھ روپے آن لائن ٹرانسفر کیے جاسکتے ہیں، زیادہ کی کوئی حد ریزرو بینک نے مقرر نہیں کی ہے، مگر بینک اپنے طور پر حد مقرر کرسکتے ہیں۔ (قومی آواز)

Scanned with CamScanner

طب وسائنس

موبائل فون اور صحت

ڈاکٹر سیدہ صدف اکبر

موبائل فون ایک ایسی ایجاد ہے جس نے ہماری زندگی اور رات دن کے معمول کو اپنا غلام بنالیا ہے۔ جس کے بغیر ہم شاید اب ادھورے ہیں اور کچھ لوگ تو اب اس کے بغیر سانس لینے یا جینے کا سوچ بھی نہیں سکتے۔ دنیا بھر میں کسی بھی وقت کسی سے بات کرنی ہو، کوئی پیغام بھیجنا ہو، فوراً اپنا موبائل فون نکالیں اور اپنا کام کریں۔ یہاں تک کہ ریڈیو، ٹی وی، کیمرہ غرض ہر چیز اس چھوٹے سے آلے میں سمو کر رہ گئی ہے۔ اس مواصلاتی آلے نے خط وکتابت اور مواصلاتی نظام کا پورا نقشہ ہی تبدیل کر کے رکھ دیا ہے۔

کیلیفورنیا کے شعبہ پبلک ہیلتھ کے مطابق موبائل فون کے زیادہ استعمال سے بچے اور بڑے دونوں کی صحت کو نقصان پہنچنے کا خدشہ ہوتا ہے۔ بچوں کے ذہن کی نشوونما زمانہ طفلی اور جوانی میں ہی ہوتی ہے اور موبائل کے زیادہ استعمال سے ذہن پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

(WHO) عالمی صحت تنظیم کی ایک تحقیق کے مطابق موبائل فون سے نکلنے والی شعاعیں دماغ پر منفی اثرات ڈالتی ہیں اور دماغ کی کارکردگی پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ یوکرائن میں ہونے والی ایک تحقیق کے مطابق وائرلیس آلات سے خارج ہونے والی تابکاری شعاعیں مختلف طبی مسائل جن میں کینسر سے لے کر الزائمر اور رعشہ جیسے امراض شامل ہیں، کا باعث بن سکتی ہیں۔ سائنسدانوں کے مطابق یہ شعاعیں جسم میں تناؤ کا باعث بھی بنتی ہیں۔ خاص طور پر نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں میں موبائل فون کا بہت زیادہ یا ضرورت سے زیادہ استعمال نیند کی کمی اور مختلف اعصابی اور نفسیاتی مسائل کا سبب بن سکتا ہے۔ ایک تحقیق کے مطابق موبائل فون کا ہر وقت اور زیادہ استعمال انسانی یادداشت پر بھی گہرے اور منفی اثرات مرتب کرتا ہے۔ ہانگ کانگ کی ایک یونیورسٹی کی تحقیق کے مطابق موبائل فون کا زیادہ اور مسلسل استعمال ہاتھوں اور کلائیوں کے ساتھ ساتھ انگلیوں میں بھی درد کی وجہ بنتا ہے جسے کارپل ٹنل سنڈروم کہتے ہیں۔ یہ تکلیف موبائل فون، ٹیبلیٹ یا کی بورڈ کا زیادہ استعمال کرنے والوں میں زیادہ پائی جاتی ہے۔

اس کے علاوہ موبائل فون کے زیادہ استعمال سے جوڑوں اور پٹھوں میں بھی درد کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔ موبائل فون کے استعمال کے دوران ایک ہاتھ مستقل مصروف رہتا ہے جس کی وجہ سے ہاتھ اور انگلیوں کے جوڑوں اور کندھوں میں درد معمول بن جاتا ہے اور فون کال پر مسلسل مصروف رہنے سے گردن اور سر میں بھی درد شروع ہو جاتا ہے۔

موبائل فون جو کہ ایک وائرلیس آلے کی طرح کام کرتا ہے، اس میں ریڈیو فریکوئنسی توانائی موجود ہوتی ہے اور انسانی جسم کے جس حصے کے قریب موبائل فون ہوتا ہے، وہاں کے ٹشوز ریڈیو ایکٹو توانائی اپنے اندر جذب کر لیتے ہیں جو انسانی صحت کو بے حد نقصان پہنچاتے ہیں۔ جب کہ موبائل فون کے زیادہ استعمال سے قوت مدافعت بھی کمزور ہونے لگتی ہے۔

ایک اور تحقیق کے مطابق موبائل فون کی اسکرین پر زیادہ دیر تک نظریں جمانے یا دیکھنے سے نظر کمزور ہو جاتی ہیں۔ جبکہ ایک رپورٹ کے مطابق اسمارٹ فونز جو آج کل ہر فرد کے ہاتھ میں نظر آتے ہیں، ان میں سے سورج کی طرح نیلی روشنی خارج ہوتی ہے جو کہ الٹراوائلٹ شعاعوں کی طرح انسانی جلد پر برے اثرات مرتب کرتی ہے۔ یہ جلد میں موجود پروٹین کو لیکن Oxidative stress کے ذریعے نقصان پہنچا سکتی ہے اور یہ روشنی جلد کی نچلی تہوں میں جذب ہو کر وقت اور عمر سے پہلے بڑھاپے، جھریاں اور جلد کی رنگت میں تبدیلیوں کا باعث بن سکتی ہے۔

موبائل فونز کا استعمال آج کل ناگزیر ہو چکا ہے۔ ایک دوسرے سے بات چیت اور کام کے دوران موبائل فون کا استعمال ضروری ہو گیا ہے مگر کچھ احتیاطیں ہمیں اپنا لینی چاہئیں جو ہمیں اس کے مضر اثرات سے حتی الامکان محفوظ رکھ سکتی ہیں۔ موبائل فون کا استعمال کرتے وقت کوشش کرنی چاہئے کہ کال کرنے سے بہتر ہے کہ پیغام کے ذریعے بات کر لی جائے یعنی Message کے ذریعے۔ اس طریقے سے صحت کو براہ راست نقصان پہنچنے کے امکانات کم ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح موبائل فون کو مسلسل ایک ہی کان پر رکھ کر زیادہ دیر تک بات نہیں کرنی چاہئے بلکہ فون کی پوزیشن تبدیل کرتے رہنا چاہئے، کچھ افراد کو فون پر بات کرتے ہوئے مسلسل چلنے کی عادت ہوتی ہے مگر چلتے ہوئے بات کرنے سے بہتر ہے کہ ایک جگہ ٹھہر کر بات مکمل کر لی جائے۔

بچوں کو صرف ضرورت کے وقت ہی موبائل فون کے استعمال کی اجازت دینی چاہئے کیونکہ اس کے مسلسل اور زیادہ استعمال سے بچوں کی ذہنی وجسمانی صحت اور کارکردگی دونوں متاثر ہوتی ہیں۔ موبائل فون استعمال کرتے ہوئے فون کا جسم سے تھوڑا فاصلہ رکھنا چاہئے۔ تحقیق کے مطابق جسم اور فون میں کم از کم دو انچ کا فاصلہ لازمی ہونا چاہئے اور اگر ممکن ہو تو فون پر بات کرنے کے لئے اسپیکر فون، بلیوٹوتھ ہیڈسیٹ کا استعمال کرنا چاہئے۔ عالمی ادارہ صحت کے مطابق موبائل فون کے استعمال میں فون انسانی جسم سے جتنا دور ہوتا ہے اتنا ہی محفوظ رہنے کے امکانات بڑھ جاتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ فون کالز کی تعداد اور دورانیہ بھی کم رکھنا چاہئے۔ ایک اور تحقیق کے مطابق موبائل فونز کی زیادہ تابکاری فون کے ابتدائی حصے میں ہوتی ہے، لہٰذا جب تک کال وصول نہ ہو جائے اس وقت تک فون کو کان کے ساتھ نہیں لگانا چاہئے۔

موبائل فون کے مضر اثرات سے بچنے کے لئے موبائل فون شرٹ میں دل کے قریب جیب میں نہیں رکھنا چاہئے اور اگر رکھنے کے لئے کوئی اور جگہ موجود نہیں ہو تو موبائل فون کو یا تو بند کر دیں یا اگر ایسا کرنا ممکن نہ ہو تو پھر اسکرین والا حصہ آگے کی طرف رکھنا چاہئے۔

ایک اور رپورٹ کے مطابق موبائل فون میں جب سگنلز کمزور ہوں تو موبائل فون کا کم سے کم استعمال اور اگر ممکن ہو تو استعمال نہیں کرنا چاہئے۔ موبائل فون پر آڈیو یا ویڈیو کم سے کم سننے یا دیکھنے چاہئے اور رات کے وقت یا آرام کے وقت موبائل فون کو بستر اور آرام کرنے کی جگہ سے دور رکھنا چاہئے کیونکہ اس کے اندر سے خارج ہونے والی تابکاری شعاعیں انسانی جسم میں جذب ہو رہی ہوتی ہیں جو صحت کے لئے بے حد خطرناک ہیں۔

ہفتۂ رفتہ

راشد العزیزی ندوی

اترپردیش کی 10 نشستوں کے لیے راجیہ سبھا کے تمام امیدوار بلا مقابلہ منتخب

اترپردیش کی 10 نشستوں کے لیے راجیہ سبھا کے تمام امیدوار بلا مقابلہ منتخب ہو گئے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی بی جے پی تاریخ میں پہلی بار راجیہ سبھا میں بہترین اور کانگریس اپنی تاریخ کی بدترین حالت میں پہنچ گئی ہے۔ اب بی جے پی کے پاس کل 92 سیٹیں ہوں گی جبکہ کانگریس کے پاس صرف 38 سیٹیں ہوں گی۔ اگر ہم این ڈی اے کے بارے میں بات کریں تو راجیہ سبھا میں این ڈی اے کی کل تعداد 112 ہو گی۔ یہ تعداد اکثریت کے اعداد وشمار سے صرف 10 نشستوں کی دوری پر ہے۔ راجیہ سبھا کی کل نشستیں 245 ہیں جن میں سے 12 نشستوں پر صدر ممبران نامزد کرتے ہیں، باقی نشستوں پر انتخابات ہوتے ہیں۔

دہلی کے عوام کورونا وائرس، آلودگی اور دھوئیں کی چادر سے بے حال

دہلی کے لوگ کورونا وائرس کے ہر روز ریکارڈ توڑ نئے معاملوں اور آب وہوا میں آلودگی کے زہر کی وجہ سے پہلے ہی کافی دقتوں کا سامنا کر رہے تھے اب آسمان میں دھوئیں جیسی چادر نے انہیں اور بے حال کر دیا ہے۔ دہلی میں ہوا کے معیار میں ایک دن جزوی بہتری سے کچھ راحت ملی تھی لیکن چند گھنٹوں میں ہی یہ غائب ہو گئی اور ہوا پہلے سے بھی زیادہ آلودہ ہو گئی۔

انڈین آئیل نے ملک بھر میں انڈین ریفیل کی بکنگ کا مشترکہ نمبر شروع کیا

ملک میں جاری تہواروں کے درمیان، صارفین کو گیس بکنگ میں سہولت فراہم کرنے کے لیے انڈین آئیل نے ملک بھر میں ایک مشترکہ نمبر ان ڈین ایل پی جی، ریفیل بکنگ کے لئے شروع کیا ہے۔ پورے ملک کے لئے ایل پی جی ریفیل کے لئے مشترکہ نمبر 7718955555 ہوگا جو صارفین کے لئے 24 گھنٹے دستیاب رہے گا۔ انڈین آئیل نے جاری کردہ پریس ریلیز میں یہ بات بتائی۔

راجستھان حکومت نے زرعی قانون کو ختم کرنے کے لیے بل پیش کیا

راجستھان کی کانگریس حکومت نے جے پور میں اسمبلی کا خصوصی اجلاس طلب کیا۔ اس سیشن کو مرکزی حکومت کے زرعی قوانین کے خاتمے کے لیے بلایا گیا تھا۔ اس کے تحت 6 بل ایوان میں رکھے گئے۔ اسمبلی امور کے وزیر شانتی دھاریوال نے ایوان میں کچھ بڑے بل متعارف کروائے، ایوان میں سابق صدر پرنب مکھرجی اور دیگر مرحوم قائدین کو خراج عقیدت پیش کیا گیا۔ اس موقع پر راجستھان کے سینئر کابینی وزیر پرتاپ سنگھ کھچاریواس نے کہا کہ بی جے پی بہت ہی انا پرست ہو گئی ہے۔ انہیں قانون لانے سے پہلے کسان تنظیم سے بات کرنی چاہیے تھی، ریاست کو مرکزی حکومت کے قانون کے خلاف بل لانے کا حق ہے۔ اس قانون کا مقصد کسانوں کو تحفظ فراہم کرنا ہے۔ تاکہ انہیں ایم ایس پی مل سکے، بل میں خلاف ورزی پر سزا کا بھی بندوبست رکھا گیا ہے۔

پی ایم سی ایچ میں دوسو اور این ایم سی ایچ میں ۱۵۰ رسیٹوں پر ایم بی بی ایس کی پڑھائی

ریاست کے میڈیکل کالجوں میں ریاستی کوٹے سے رجسٹریشن کا کام شروع ہو گیا ہے، رجسٹریشن کا یہ عمل ۱۳رنومبر تک چلے گا۔ ۱۳رنومبر تک رجسٹریشن کرا چکے امیدوار ۱۴رنومبر کو آن لائن فیس کی ادائیگی کر سکتے ہیں، فارم میں کسی قسم کی غلطی کی اصلاح ۱۵رنومبر کو کی جا سکے گی، ۱۷رنومبر کو میرٹ لسٹ جاری کی جائے گی۔ اب پی ایم سی ایچ میں ۲۰۰ر اور این ایم سی ایچ میں ایم بی بی ایس کی ۱۵۰رسیٹیں ہوں گی۔ اس کے علاوہ ڈی ایم سی ایچ میں، جے ایل این ایم سی بھاگل پور، ایس کے ایم سی ایچ مظفر پور، اے این ایم ایم سی گیا، آئی جی آئی ایم ایس پٹنہ، میڈیکل کالج بتیا اور وردھمان میڈیکل کالج پاواپوری میں ۱۲۰رسیٹوں، جن نائک کرپوری ٹھاکر میڈیکل کالج اسپتال مدھے پورہ میں ۱۰۰رسیٹیں اور پٹنہ ڈینٹل کالج میں ۴۰رسیٹوں پر داخلہ ہوگا۔ نیٹ (NEET) کی رینکنگ کی بنیاد پر ان کالجوں میں داخلے ہوں گے۔ بہار کمبائنڈ انٹرنس کمپٹیٹو اگزامینیشن بورڈ (BCECEB) نے داخلہ کی کارروائی شروع کر دی ہے۔ واضح ہو کہ بہار میں ۱۲رسرکاری اور پانچ پرائیوٹ میڈیکل کالج ہیں، اس کے ساتھ ہی ایک سرکاری اور ایک پرائیوٹ ڈینٹل کالج بھی ہے، سبھی سرکاری کالجوں میں ایم بی بی ایس کی ۱۳۷۰رسیٹیں ہیں ان میں ۳۰ر سنٹرل نامنی، ۱۷۷رآل انڈیا کوٹا اور ۱۱۲۳رسیٹوں پر ریاستی کوٹے سے داخلے ہوں گے، اس کے علاوہ گورنمنٹ آیورویدک کالج، گورنمنٹ ایودھیا شوکماری آیورویدک کالج اینڈ اسپتال، بیگوسرائے گورنمنٹ آر بی ٹی ایس کالج، مظفر پور گورنمنٹ طبی کالج، پٹنہ بہار ویٹنری کالج میں بھی داخلہ ہوگا۔

بی جے پی نے بنگال میں کھیلا نفرت کا کارڈ، امت شاہ نے کیا ملک بھر میں جلد ہی سی اے اے نافذ کرنے کا اعلان

وزیر داخلہ امیت شاہ نے بنگال میں پھر نفرت کا کارڈ کھیلتے ہوئے ملک بھر میں شہریت ترمیمی ایکٹ کے نفاذ کے عزم کا اعادہ کیا، انہوں نے کہا کہ کورونا وائرس کی وبا کنٹرول میں آنے کے بعد ملک بھر میں شہریت ترمیمی ایکٹ کو نافذ کر دیا جائے گا۔ امیت شاہ دو روزہ مغربی بنگال کے دورے پر تھے، یہاں اگلے سال اپریل یا مئی میں اسمبلی انتخاب ہونے ہیں۔ انہوں نے مودی کی قیادت میں بنگال اسمبلی انتخابات جیتنے کا عزم کرتے ہوئے کہا کہ بنگال میں ممتا بنرجی کا دور اقتدار ختم ہونے کے قریب ہے۔ انہوں نے کہا کہ ملک کے تمام رفیوجیوں کو ہندوستانی شہریت دی جائے گی، بس کورونا وبا کے کنٹرول ہونے کا انتظار کیا جا رہا ہے۔ (یو این آئی)

Scanned with CamScanner

بقیات

(بقیہ) موجودہ عالمی مسائل اور اسلامی تعلیمات..........

آج دنیا کی ساری حکومتیں ڈرگس اور منشیات کے مسئلہ سے حیران و پریشان ہیں، امریکہ میں 1918ء سے 1933ء کے درمیان نشہ بندی مہم کے دوران اربوں ڈالر خرچ کر کے بھی مقصد حاصل نہیں ہوا، شراب کی حرمت نازل ہوئی تو مدینہ کی نالیوں میں شراب پانی کی طرح بہنے لگی، شراب سے پاک معاشرہ نبوی تعلیمات، خوف خدا اور اخروی جزا و سزا کے یقین کے بغیر ممکن نہیں۔ الغرض اس مضمون میں موجودہ دور کے چند مسائل کا سرسری ذکر کیا گیا ہے، خلاصہ یہ کہ ہمارے سارے دردوں کا درماں سیرت رسول کے مطابق زندگی گذارنا ہے، ہمارے سارے مسائل کا حل تعلیمات نبوی میں ہے آج کی انسانیت کو یہ راز کون بتائے؟ مسلمانوں پر اس کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے، لیکن خود سیرت رسول سے عاری مسلمان دوسروں کو کیسے تلقین کرسکتا، ربیع الاول میں صرف نعرے لگانے سے محبت رسول کا حق ادا نہیں ہوتا، بلکہ ہماری گردنوں پر عائد ہونے والی ذمہ داریوں کو نبھانا پڑے گا، اپنے طرز عمل سے نبی کی پاکیزہ تعلیمات کو دنیا کے سامنے پیش کرنا ہوگا، ظاہری بے روح حرکات سے ہم دنیا والوں کو تو فریب دے سکتے ہیں لیکن اللہ اور اس کے رسول کو فریب نہیں دے سکتے، آج کی انسانیت سیرت رسول سے محرومی کے سبب تباہی کے دہانے پر پہنچ چکی ہے اسے بچانے کے لیے قوم رسول ہاشمی کو آگے آنا ہوگا۔

(بقیہ) دارالقضاء اور محاکم شرعیہ بعض قابل توجہ اُمور اور لمحہ فکریہ...

تو اس نے ایک دوسری ریاست میں قائم اسی طرح کے محکمۂ شرعیہ میں مقدمہ دائر کیا اور وہاں اس کو فسخ نکاح کی ڈگری دے دی گئی، ظاہر ہے کہ یہ بات شرعی اُصولوں کے خلاف ہے اور کام کرنے والوں کی دیانت کو مشکوک کرتی ہے، نیز اس سے افراتفری اور فساد کا دروازہ کھل سکتا ہے، قاضی کا منصب تو ایک متفق علیہ شرعی منصب ہے، پھر بھی وہ اسی علاقہ کے مقدمات کو لے سکتا ہے، جس کی ذمہ داری اس کو سونپی گئی ہے تو محکمۂ شرعیہ کے لئے اس بات کی گنجائش کیسے ہوسکتی ہے کہ وہ ہو تو کسی اور جگہ اور مقدمہ کسی دوسری جگہ کا لے لے؟ یہ بددیانتی یا تکمیل شوق کا عمل تو ہوسکتا ہے، شرعاً اس کی کوئی گنجائش نہیں ہوسکتی، چوتھی قابل توجہ بات عام مسلمانوں کے لئے ہے کہ انھیں اپنے مقدمات فیصلہ کے لئے شرعی معتبر اداروں میں لے جانے چاہئیں، جن میں فقہ و فتاویٰ سے واقف لوگ قضا کا کام کرتے ہوں، واقعات کی غیر جانبدارانہ تحقیق کی جاتی ہو اور شرعی اُصولوں کے مطابق فیصلے کئے جاتے ہوں، سرکاری عدالتوں میں جانے سے بچنا چاہئے؛ کیوں کہ ان عدالتوں پر مقدمات کی بڑی تعداد کا بوجھ ہے، اس کی وجہ سے فیصلہ میں بے حد تاخیر ہوجاتی ہے، فریقین کا بڑا سرمایہ خرچ ہوتا ہے، جو محض مال کا ضیاع ہے، اکثر و بیشتر اپنی غلطی کو چھپانے کے لئے لوگ حلف اُٹھا کر جھوٹ بولتے ہیں، گویا دنیا کا بھی ضیاع ہے اور دین کا بھی، مال بھی خرچ ہوتا ہے، عزت و وقار کی بھی نیلامی ہوتی ہے، اور سب سے بڑھ کر یہ ہے کہ فسخ نکاح کے مقدمات میں شرعی اعتبار سے فیصلہ کے درست ہونے کے لئے ضروری ہے کہ مسلمان قاضی ہی نے فیصلہ کیا ہو؛ کیوں کہ یہ فیصلے اس حیثیت سے کئے جاتے ہیں کہ قاضی کو عام مسلمانوں پر ولایت حاصل ہے اور شرعاً مسلمانوں پر مسلمان ہی کی ولایت حاصل ہوسکتی ہے۔ غرض کہ خود ساختہ قاضی اور خود ساختہ مجلس فیصلہ شرعی اعتبار سے قطعاً درست نہیں ہے، نہ ایسے لوگوں کا فیصلہ کرنا درست ہے نہ ان کے پاس معاملات کو لے جانا جائز ہے اور نہ ان کے فیصلوں کا کوئی اعتبار ہے، ضرورت اس بات کی ہے کہ نظام قضاء کو ملک کے کونے کونے تک پہنچا دیا جائے، مسلمانوں میں مزاج پیدا کیا جائے کہ وہ اپنے معاملات کو دارالقضاء میں پیش کریں اور اس کے فیصلہ پر عمل کریں، خواہ ان کی خواہش اور مفاد کے خلاف ہی کیوں نہ ہو، نیز دارالقضاء یا محاکم شرعیہ کے نظام کو زیادہ سے زیادہ پختہ اور منضبط بنایا جائے اور خود ساختہ قاضیوں اور فیصلہ کمیٹیوں سے مسلمانوں کو بچایا جائے۔

(بقیہ حالات بدل سکتے ہیں) مصائب میں گھبرا کر پریشاں خاطر ہونے کی بجائے ڈٹ کر اس کا مقابلہ کرنا چاہئے۔ علامہ اقبال مرحوم نے پیام مشرق میں ایک کہانی لکھی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک ہرن نے دوسرے ہرن سے کہا کہ میں شکاریوں کے تعاقب اور ان کی چالوں سے گھبرا گیا ہوں، ہر لمحہ یہ کھٹکا لگا رہتا ہے کہ کب کوئی شکاری مجھے شکار کر جائے، اس لئے میں نے یہ طے کیا ہے کہ میں اپنی زندگی کے بقیہ ایام ''حرم'' میں جا کر گذارونگا، کیونکہ وہاں شکار کرنا حرام ہے، یہ بات سن کر دوسرے ہرن نے کہا:

رفیقش گفت اے یار خردمند　　　اگر خواہی یافت اندر خطر زی

اے عقلمند! اگر زندگی کا لطف چاہتے ہو تو پھر خطرات میں جینے کی کوشش کرو۔

اسی کے ساتھ ساتھ ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہئے کہ ہم وہ قوم ہیں جن کے سینے میں شمع ایمان فروزاں ہے، جو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے سرشار ہے، جن کو خالق کائنات کی قدرت اور مدد پر پورا بھروسہ ہے، ایک سچے اور مخلص مسلمان کا شیوہ یہ ہونا چاہئے کہ اس کو لاکھ مصائب کے کانٹیں گھیریں وہ کلیوں کی طرح مسکراتا چلا جائے اور ہنستے ہوئے چہرے کے ساتھ یہ کہے:

اے ذوقِ اذیت مجھے منجدھار میں لے چل　　　ساحل سے کچھ اندازہ طوفاں نہیں ہوتا

وہ اپنی جان اور مال سے زیادہ اپنے ایمان کی حفاظت کریں، اس لئے کہ ایک مسلمان کا سب سے بڑا اور قیمتی سرمایہ دولتِ ایمان ہی ہے، الحمدللہ مسلمانوں کی تاریخ ایسے سرفروش جیالوں کے روشن و تابناک قصوں سے بھری پڑی ہے، رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے مکی دور میں بے پناہ مشکلات و مصائب برداشت کیں؛ لیکن مصیبت کی ان دل سوز ساعتوں میں ثابت قدم رہے تاریخ میں محفوظ ایک موب لنچنگ کے واقعہ میں حضرت خبیبؓ کو بیک وقت چالیس کافروں نے اپنے ظلم و ستم کا شکار بنایا، انہیں نیزوں اور تلواروں سے مار مار کر لہولہان کردیا، قبل اس کے کہ حضرت خبیبؓ اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کرتے کوئی ظالم یہ پوچھ بیٹھا کہ بتاؤ کیا تم یہ پسند کروگے کہ تمہیں چھوڑ دیا جائے اور تمہاری جگہ (نعوذ باللہ) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کیا جائے؟ اس وقت حضرت خبیبؓ نے اپنی جان بچانے کیلئے اپنے ایمان کا سودا کرتے ہوئے ہاں نہیں کہا، بلکہ بڑی دلیری کے ساتھ یہ فرمایا کہ مجھے تو یہ بات بھی گوارا نہیں کہ میری جان کے عوض میں ایک کانٹا بھی میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو چبھے۔

حفاظت چاہئے دل کی، حفاظت چھوڑ گلشن کی　　　اجڑ جاتا ہے دل، گلشن کبھی ویراں نہیں ہوتا

خطوط نویسی

پیغام رسانی کے لئے ایک مدت دراز سے خطوط نویسی کا ہی سہارا لیا جاتا رہا ہے اور یہ ماضی کے ذرائع ابلاغ میں سب سے آسان بہتر اور مؤثر ذریعہ بھی تھا۔ اسی وجہ سے مذہبی ادب ہو یا سیاسی شخصیات، ادبی ہستیاں ہوں یا حکماء و مدبرین غرض کہ سب نے ہی خطوط نویسی کا سہارا لیا اور اس کے ذریعہ اپنے مقصد کی تکمیل کے ساتھ ہی ادب کی اس صنف میں بھی خاطر خواہ اضافہ کرتے رہے۔ مذہبی اعتبار سے بھی خطوط نویسی کا بڑا اہم مقام ہے، اسلامی مذہبی ادب میں بھی اس کے بڑے ہی نادر و قیمتی ذخیرے موجود ہیں، جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے اکثر سربراہان ممالک کو تبلیغ دین کے مقصد سے لکھے تھے، اسی طرح صوفیاء، مشائخ، علماء، معلمین، مصلحین، ادباء، شعراء اور ناقدین و اساتذہ و دیگر حضرات نے بھی خطوط کا بڑا ذخیرہ چھوڑا ہے جن میں مکتوبات امام ربانی سرفہرست ہے، جنہوں نے اکبر بادشاہ کے دین الٰہی سے لوگوں کو محفوظ رکھنے کے سلسلے میں زبردست کردار ادا کیا ہے، ہندوستان کے اکثر اہل قلم نے اپنے متعلقین کو کثیر تعداد میں خطوط لکھے ہیں جن کا عظیم ذخیرہ آج بھی ملک کی بہت سی لائبریریوں میں محفوظ ہے۔

خطوط انشاء و تحریر کا عمدہ اور برجستہ نمونہ تسلیم کئے گئے ہیں، دراصل خطوط میں جو زبان استعمال ہوتی ہے وہ مراسلہ نگار کی علمی صلاحیت اور لیاقت کا بھی آئینہ دار ہوا کرتی ہے، اسی لئے مشاہیر کے خطوط ادب کا اعلیٰ شاہکار تسلیم کئے گئے ہیں۔

(ڈاکٹر رضاء الرحمٰن عاکف سنبھلی)

اعلان مفقود الخبری

معاملہ نمبر ۱۷/۴۲۸/۱۴۴۱ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ بخشی بازار کٹک)

سلطانہ بیگم بنت شیخ حبیب الرحمٰن مرحوم مقام چورمواں، ڈاکخانہ دھرم شالہ، ضلع جاج پور (اڈیشہ)۔ فریق اول

بنام

شاہ نواز خان ولد نصیر خان مقام حاجی نگر، ڈاکخانہ برہمبردہ، ضلع جاج پور، (اڈیشہ)۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول سلطانہ بیگم نے آپ فریق دوم شاہ نواز خان کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ بخشی بازار کٹک میں عرصہ ۱۳ رسال سے غائب ولاپتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۱۷ ربیع الآخر ۴۲ھ مطابق ۳ر دسمبر ۲۰۲۰ء روز جمعرات بوقت ۹ر بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۱۷/۲۶۱/۱۴۴۱ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ شکر پور بھروارہ، ضلع دربھنگہ)

مہناز بنت محمد سلیم مقام پاک ٹولہ ڈاکخانہ مہیسوتھا، تھانہ نان پور ضلع سیتامڑھی۔ فریق اول

بنام

گلاب حسن ولد والدین مقام پرمالیان ڈاکخانہ منصور پور ضلع مظفر نگر، یوپی۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ مدرسہ اسلامیہ شکر پور بھروارہ میں عرصہ تین سال سے غائب ولاپتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۱۷ ربیع الآخر ۴۲ھ مطابق ۳ر دسمبر ۲۰۲۰ء روز جمعرات بوقت ۹ر بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۱۶/۱۴۳۲/۱۴۴۲ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ بسوریا)

صفیہ خاتون بنت محمد ادریس انصاری مقام مرلی وارڈ نمبر ۳، ڈاکخانہ منجھریا ضلع مغربی چمپارن۔ فریق اول

بنام

محمد قطب الدین عرف منا ولد شہاب الدین انصاری مقام بھیرو گنج ڈاکخانہ بھیرو گنج ضلع مغربی چمپارن۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ بسوریا مغربی چمپارن میں عرصہ پانچ سال سے غائب ولاپتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۱۷ ربیع الآخر ۴۲ھ مطابق ۳ر دسمبر ۲۰۲۰ء روز جمعرات بوقت ۹ر بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

Scanned with CamScanner

بوڑھے ماں باپ اور ہمارا معاشرہ

مفتی تنظیم عالم قاسمی

ماں باپ کا سایہ اولاد کے لئے دنیا کی عظیم نعمت ہے اس کی جتنی بھی قدر کی جائے کم ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک موقع پر پوچھا گیا کہ والدین کا اولاد پر کیا حق ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: ھما جنتك و نارك- وہ تمہارے لئے جنت اور دوزخ ہیں- یعنی اگر تم اپنے ماں باپ کی فرماں برداری اور خدمت کروگے اور ان کو راضی رکھوگے تو جنت پالوگے اور اس کے برعکس اگر ان کی نافرمانی اور ایذا رسانی کر کے انہیں ناراض کروگے اور ان کا دل دکھاؤگے تو پھر تمہارا ٹھکانا جہنم ہوگا۔ بالخصوص ماں باپ جب کبرسنی کو پہنچ جاتے ہیں تو وہ اپنی ضروریات کی تکمیل میں اولاد کے سہارے کے محتاج ہو جاتے ہیں اب ان کی خواہش ہوتی ہے کہ جس طرح ہم نے اپنی اولاد کی پرورش وپرداخت کے لئے اپنی راحت وآرام کو قربان کردیا اسی طرح اولاد بھی ان کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ کریں ان سے نرم گفتگو کریں اور بڑھاپے میں جن چیزوں کی بھی ضرورت پیش آتی ہے حسب استطاعت ان کو مہیا کریں لیکن دین سے دوری اور خوف خدا کے نہ ہونے کی وجہ سے ماں باپ کی عظمت دلوں سے ختم ہوگئی' ان کی خدمت سے لاپروائی اور غفلت ایک عام بات ہوتی جارہی ہے بہت سے لوگ والدین کی زندگی کو اپنے لئے بوجھ تصور کرنے لگتے ہیں۔

والدین کے علاوہ معاشرے اور سماج میں زندگی گذارنے والے بوڑھوں اور کمزوروں کی حالت تو اس سے بھی بدتر ہے ان کا ادب واحترام نوجوانوں کے دلوں سے ختم ہو چکا ہے وہ نہیں سمجھتے کہ اگر آج میں نے ان کے ساتھ رواداری اور بہتر سلوک کیا تو ہمارے بڑھاپے میں بھی چھوٹے ہماری عزت کریں گے۔ وہ اپنی جوانی کے غرور میں ایسا مست رہتے ہیں کہ ان بوڑھوں کے حقوق کی طرف ان کی توجہ نہیں جاتی ۔ وہ پورے معاشرہ اور سماج میں مظلومیت کی زندگی گذارنے پر مجبور ہیں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ انہیں اب جینے کا حق بھی نہیں ہے۔ حالاں کہ بوڑھے اور کمزور افراد تعاون اور ہمدردی کے محتاج زیادہ ہوتے ہیں، وہ اپنی ضروریات کی از خود تکمیل نہیں کر سکتے، بالخصوص کھانے پینے، رہنے سہنے اور علاج ومعالجہ میں انہیں دوسروں کے سہارے کی ضرورت پیش آتی ہے، ایسے وقت شریعت نے نوجوان اور طاقت ور افراد کو ان کے ساتھ حسن سلوک کرنے اور ان کے لئے دست تعاون دراز کرنے کی تعلیم دی ہے، البتہ یہ ذمہ داری ان کی مزید بڑھ جاتی ہے جن کی ان کمزوروں اور بوڑھوں سے قرابت اور رشتہ داری ہے۔ پھر قرابت داروں میں ماں باپ کی حیثیت سب سے زیادہ ہے، اس لئے ان کے احکام بھی دیگر افراد سے علیحدہ ہیں، تکریم وتعظیم لین دین، نان نفقہ، علاج ومعالجہ، خدمت گذاری اور دیگر چیزوں میں ان کے مسائل ممتاز ہیں ۔

شریعت نے والدین کے ساتھ حسن سلوک اور حسن معاشرت کی تعلیم دی ہے اور حسن معاشرت کا تقاضا ہے کہ ان کا نان نفقہ اور ضروریات زندگی مہیا کی جائیں؛ اس لئے والدین اگر محتاج ہوں تو اولاد پر ان کا نفقہ لازم ہوگا خواہ وہ کسب معاش پر قادر ہی کیوں نہ ہوں؛ اس لئے کہ خود نعمتوں میں رہنا اور ماں باپ کو کمانے پر مجبور کرنا حسن معاشرت نہیں ہے اور کم از کم یہ ایذا رسانی میں داخل ہے، جب کہ قرآن نے معمولی اذیت دینے سے بھی منع فرمایا ہے، اسی طرح اگر غور کیا جائے تو والدین کا اولاد کے مال میں سے کھانے کے باوجود ایسا ہے جیسا کہ وہ اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھا رہا ہے؛ اس لئے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہاری اولاد تمہاری بہترین کمائی ہے اس لئے ان کی کمائی میں سے کھاؤ۔ لہٰذا والدین کے بارے میں یہ نہیں کہا جا سکتا ہے کہ وہ اولاد کے لئے بوجھ ہیں یا دوسروں کے دست نگر ہیں؛ اس لئے فقہاء نے اس بات کی صراحت کی ہے کہ اگر والدین محتاج ہوں تو ان کا نفقہ علاج ومعالجہ بقدر وسعت اولاد پر واجب اور لازم ہے، اگر والدین کمانے پر قادر ہوں تو بھی انہیں کسب معاش پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔

ماں باپ سے متعلق آیات وارشادات نبوی کی روشنی میں حضرات فقہاء نے اولاد پر والدین کی خدمت کو لازم قرار دیا ہے، البتہ خدمت کی مختلف صورتیں ہوسکتی ہیں جیسے بدنی وجسمانی خدمت' علاج ومعالجہ' نان نفقہ' بہتر رہائش، سہولت کی چیز فراہم کرنا وغیرہ۔ بسا اوقات بدنی اور جسمانی خدمت کی ضرورت ہوتی ہے اور کبھی روپیوں اور پیسوں کے فراہم کرنے کی، تاکہ ان کی ضروریات کی تکمیل کی جاسکے، حکم حالات کے اعتبار سے ہوگا، اگر والدین جسمانی خدمت کے محتاج نہیں ہیں یا ہیں مگر جسمانی خدمت کرنے والا کوئی شخص گھر میں موجود ہے جیسے کوئی بھائی بہن، یا ماں باپ میں سے کوئی ایک صحت مند ہے جو دوسرے کی نگرانی کرسکتا ہے تو اس صورت میں کسب معاش کے لئے دوسرے شہر یا ملک جانا درست ہے، اس مقصد سے کہ اس کے ذریعہ والدین کی دیگر ضروریات فراہم کر سکے، اس لئے کہ یہ بھی خدمت کا ایک حصہ ہے البتہ بیٹے کو چاہئے کہ فون، خط وکتابت یا دیگر ذرائع سے والدین کے احوال معلوم کرتا رہے اور جب بھی ضرورت ہو والدین کے پاس پہنچ جائے اور اگر والدین سخت بیمار ہوں اور ان کی خدمت کرنے والا کوئی نہیں ہے تو لڑکوں کا باہر جانا کسب معاش کے لئے درست نہیں، ایسے وقت ان کو چاہئے کہ گھر سے قریب کوئی ملازمت تلاش کریں خواہ تنخواہ یا آمدنی کم ہو پھر بھی اکتفا کرتے ہوئے اپنے والدین کی خدمت کریں، اس لئے کہ اب ان کی جسمانی خدمت مقدم ہے۔ ان کی خدمت چھوڑ کر باہر جانا ایذا رسانی اور بد سلوکی ہے جو حرام اور ناجائز ہے، یہ بھی جائز نہیں کہ کسی نوکر یا خادم کے ذریعہ ان کی خدمت کرائیں اور خود باہر کسب معاش کے لئے چلے جائیں، اس لئے کہ بیٹوں کی خدمت سے جو والدین کو راحت ہوگی وہ دوسروں سے حاصل نہیں ہوگی، اس کے علاوہ بیٹوں کے حق میں ماں باپ کی خدمت عبادت کے درجے میں ہے جس میں نیابت جاری نہیں ہوتی، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکوں کو والدین کی خدمت کا حکم دیا ہے، مقصود لڑکوں کی خدمت ہے نفس خدمت نہیں کہ جس طرح ماں باپ نے تجھے پالا اور تمہاری تمام ضرورت پوری کی، اب جب کہ وہ محتاج ہیں تو تم از خود ان کی خدمت کرو؛ تاکہ کسی حد تک مکافات ہوسکے۔

مغربی ممالک میں بوڑھے لوگوں کا ہاسٹل بنا دیا گیا ہے جس کو Old age home کہا جاتا ہے ایسے لوگ جن کو اپنے بوڑھے ماں باپ اور اپنے خاندان کے بزرگوں کی خدمت کا موقع نہیں ملتا وہ اپنی ذمہ داری سے نجات پانے کے لئے اسی ہاسٹل میں ان کو داخل کردیتے ہیں اور ماہانہ فیس جمع کرتے رہتے ہیں- یہ طریقہ غیر اسلامی اور غیر شرعی ہے، اسلام نے تمام متبعین کو یہ تصور دیا ہے کہ سن رسیدہ افراد بالخصوص ماں باپ کی خدمت انسان کے لئے بڑی سعادت ہے، جہاں تک ممکن ہو سکے ان کی صحبت کو اختیار کریں ان کی خدمت کریں اور ان کی خوشنودی حاصل کریں، اس لئے کہ ان کی خدمت نفلی جہاد سے بھی افضل اور اعلیٰ ترین عمل ہے، ان کی خدمت کی راہ سے اللہ کی محبوبیت حاصل کی جاسکتی ہے۔

قرآن کریم میں والدین کے ساتھ حسن معاشرت اور صحبت بالمعروف کا حکم دیا گیا ہے جس کا تقاضا ہے کہ ماں باپ کے سائے کو اپنے لئے غنیمت جانا جائے اور اپنی ضروری مصروفیت کے بعد ان سے بات چیت، خدمت اور ان کی ضروریات کی تکمیل میں وقت گذارا جائے، اگر والدین ان ہاسٹلوں میں ڈال دیئے جائیں تو خدمت کا اہم فریضہ فوت ہوجائے گا۔ صبح وشام ان کی مزاج پرسی اور دیکھ ریکھ سے ماں باپ کو جو سکون ملتا تھا وہ بھی ختم ہوجائے گا، اولاد اپنے گھر میں مزے اڑائیں اور ماں باپ دور علیحدہ زندگی گذارنے پر مجبور ہوں یہ بڑی بدسلوکی اور ایذا رسانی ہے جس سے قرآن نے سختی سے منع کیا ہے۔

ماں باپ کے علاوہ خاندان کے دیگر بزرگوں کا بھی یہی حکم ہے ان کے ساتھ بھی حسن سلوک اور محبت کی تعلیم دی گئی ہے اور ان ہاسٹلوں میں داخل کرنا محبت کے خلاف ہے پھر سوچنا چاہئے کہ اگر ہم اپنے بزرگوں کی خدمت سے راہ فرار اختیار کریں گے تو ہمارے ساتھ بھی وہی معاملہ ہوگا اور کل ہماری کبرسنی میں کوئی کام نہ آئے گا۔

حالات بدل سکتے ہیں

مولانا سید آصف ملی ندوی

جب سے ہمارا یہ پیارا ملک بھارت انگریزوں کی غلامی سے آزاد ہوا ہے، اس وقت سے لے کر آج تک دیکھا جائے تو یہاں فتنوں اور فرقہ وارانہ فسادات کا ایک ایسا لامتناہی سلسلہ نظر آتا ہے، جس میں ہمیشہ اقلیتوں اور بالخصوص مسلمانوں ہی کا بے انتہا جانی ومالی نقصان ہوا ہے۔ گذشتہ دنوں جب سے موجودہ حکومت دوسری مرتبہ برسر اقتدار آئی ہے، اس وقت سے ملک میں ہندو شدت پسند عناصر کی جانب سے موب لنچنگ اور ہجومی تشدد کے جو واقعات رونما ہو رہے ہیں وہ اتنے سنگین اور جاں گسل ہیں کہ ان کے سامنے پچھلے تمام واقعات و فتنے ہیچ نظر آتے ہیں، دراصل وطن عزیز بھارت کا زعفرانی ٹولہ گذشتہ کئی دہائیوں سے اس ادھیڑ بن میں لگا ہوا ہے کی کس طرح اس ملک کو ہندو راشٹر بنایا جائے، ملک کی آزادی سے لے کر آج تک ان کی تمام تر سرگرمیاں صرف اسی قسم کے منصوبوں میں صرف ہوئیں کہ کس طرح اس ملک میں "رام راج" نافذ کیا جائے، چنانچہ اس خواب کو شرمندہ تعبیر کرنے کے لئے ان ملک دشمن عناصر کی معاندانہ سرگرمیوں کی وجہ سے اس دیش کے مسلمانوں کو ہمیشہ نت نئے مصائب کا سامنا کرنا پڑتا رہا، ان کی فتنہ پردازیوں نے مسلمانوں کو کبھی چین سے رہنے نہیں دیا جس کی وجہ سے وہ آئے دن طرح طرح کی مشکلات سے دوچار ہوتے رہے ہیں۔

عجیب بات ہے کہ ایک طرف تو حکومت سب کا ساتھ سب کا وکاس، وشواس اور ترقی کا دلفریب نعرہ بلند کرتی ہے تو وہیں دوسری طرف حزب اختلاف سے وابستہ افراد کی ترقیوں کی راہوں کو مسدود کرنے والی سرگرمیاں ہیں، ہر کس وناکس کچھ اس انداز میں اپنے مذموم عزائم کا اظہار کر رہا ہے اور ہفوات بکتا جارہا ہے جس سے جمہوریت، سیکولرازم، مساوات، رواداری اور دستور وآئین کی دھجیاں اڑتی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔ جانوروں کی حفاظت کے نام پر انسان نما درندے وحشی جانور بنتے جارہے ہیں، بے بنیاد اور من گھڑت باتوں کو بہانہ بنا کر مسلم نوجوانوں، بوڑھوں اور معصوم بچوں تک کے خون سے ہولی کھیلنا اب یہاں صبح وشام کا تماشا بن چکا ہے، اور طرفہ تماشا تو یہ ہے کہ جب بات خون مسلم کی ہوتی ہے تو عوام تو عوام، خود محافظ بھی تماشائیوں سے بڑھ کر تماشائی بن جاتے ہیں۔

سبھی کچھ ہو رہا ہے اس ترقی کے زمانے میں
مگر یہ کیا غضب ہے آدمی انساں نہیں ہوتا

یقیناً حالات بدل سکتے ہیں، ماضی میں ایسے بلکہ ان سے بھی زیادہ سخت اور جاں گسل حالات میں اللہ رب العزت نے اپنی قدرت کے محیر العقول کرشمے دکھائے ہیں، مختصر تعداد کے حامل نہتے اور کمزور مسلمانوں کا وقت کے بڑے بڑے سپر پاور رومن امپائر اور ایرانی شہنشاہیت کے غرور کو خاک میں ملا دینا، ان درندہ صفت وحشی تاتاریوں کا جنہوں نے ۱۸ر لاکھ مسلمانوں کے خون سے اپنی خوں آشام شمشیروں کی پیاس بجھائی تھیں دیکھتے ہی دیکھتے سو فیصد اسلام کے سایہ عاطفت میں داخل ہوجانا، ابابیل کے ذریعہ ابرہہ کے لشکر جرار کو پیوند خاک کردیا جانا، فرعون اور اس کے لشکر کو غرق کردینا۔ یہ سب اللہ کی قدرت کے معجزاتی کرشمے اور تاریخ کے استثنائی واقعات ہیں، ہمیں یہ نہیں بھولنا نہیں چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کو دار الاسباب بنایا ہے، لہٰذا ہمیں قدرت کے کسی معجزاتی کرشمے کا انتظار کئے بنا اور تقدیر پر تکیہ کئے بغیر ان حالات کے تدارک اور ان کے سدباب کے لئے تدابیر اختیار کرنی ہوگی۔

ان ناگفتہ بہ حالات میں ہم مسلمانانِ ہند کا اپنی ناراضگی اور غم وغصہ کا اظہار محض نعرے بازیوں، احتجاجی مظاہروں اور چند میمورنڈم دے کر کرنا ہماری بزدلی اور بے بسی کو آشکار کرتا ہے، ہمیں چاہئے کہ ہم آئین اور دستور ہند میں شہریوں کے لئے جائز قرار دی گئی دفاعی احتیاطی تدابیر اختیار کریں، دستور ہند کے ذریعہ فراہم کردہ اپنے بنیادی حقوق سے واقفیت حاصل کریں، اپنے شاہین بچوں کو خاک بازی کا سبق پڑھانے کی بجائے انہیں لہو کو گرم اور عزائم کو جواں رکھنے کا درس دیں۔ اب وقت آگیا ہے کہ ہم حالات کی نزاکت بلکہ سنگینی کو سمجھیں اور اس صورت حال کا ڈٹ کر مقابلہ کرنے کے لئے خود کو تیار کریں، موت کو سامنے دیکھ کر بے موت مرجانا سب سے بڑی بزدلی ہے۔ (بقیہ صفحہ ۱۰ر پر)

Volume:60/70, Issue: 44 Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqeeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

Scanned with CamScanner

ہر آدمی میں ہوتے ہیں دس بیس آدمی
جس کو بھی دیکھنا ہو کئی بار دیکھنا
(ندافاضلی)

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND
NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF, PATNA-801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-18-20
R.N.I.N.Delhi, Regd No-BIHURD/4136/61

اسپین میں مسلمانوں کے عروج وزوال کا تجزیہ

مولانا رضوان احمد ندوی

قوموں اور ملتوں کے عروج وزوال کی تاریخ پڑھنے سے فکر وعمل کی نئی راہیں کھلتی ہیں اور احتیاط وتدبیر کے ساتھ زندگی گذارنے کا حوصلہ ملتا ہے، اس طرح تاریخ سے سبق حاصل کرنے والی قومیں ہی دنیا میں اپنے لئے کوئی مقام پیدا کرتی ہیں، اس لحاظ سے غور کیا جائے تو اسلام کی تاریخ بہت روشن وتابناک ہے جس کے مطالعہ سے ذہن ودماغ میں وسعت وکشادگی بلکہ قوت وتوانائی آتی ہے اور کچھ کر گذرنے کا جذبہ ابھرتا ہے، اسلامی تاریخ کے مختلف ادوار گذرے ہیں، خلافت راشدہ (۶۳۲ تا ۶۶۲ء) کے بعد خلفاء بنوامیہ کا دور شروع ہوا، جو تقریبا نوے (۹۰) سال پر محیط ہے، اس عہد کے مسلمان سپہ سالاروں نے اعلیٰ قیادت اور ایمانی قوت سے اسلامی فتوحات کی جس قدر توسیع کی وہ اسلام کی تاریخ میں بے نظیر رہی ہے، اس عہد میں چین، ہند، عراق، تیونس، خراسان اور افغانستان سبھی اسلام کے زیر نگیں آگئے، ان میں خاص کر اسپین کی فتح ایک خاص اہمیت رکھتی ہے، جہاں مسلمانوں کی ساڑھے آٹھ سو سال تک حکومت رہی، مسلمانوں کی آمد سے پہلے یہاں صدیوں سے گاتھ قوم کی حکومت تھی، جو مال ودولت اور عیش وتنعم کے جھولوں میں جھول رہی تھی، اس خاندان کے فرمانروا ڈرک نامی بادشاہ کے ظلم وجور سے لوگ پریشان تھے، اور اس سے نجات پانے کی حکمت عملی بھی بناتے رہتے تھے کہ اللہ کی طرف سے انہیں اس طرح مدد ملی کہ اللہ نے طارق بن زیاد کو اسپین فتح کرنے کے لئے آمادہ کیا۔

چنانچہ ۹۲ھ میں طارق بن زیاد کی قیادت میں مسلم افواج نے اندلس پر چڑھائی کی، اس فوج کے سامنے ڈرک اور اس کی فوج ٹھہر نہ پائی اور انہیں شکست سے دوچار ہونا پڑا، بعد میں یہ سب قلعوں میں پناہ گزیں ہوگئے، پھر مسلم افواج جیسے جیسے آگے بڑھتی گئی، فتح مندی اور کامرانی ان کے قدم چومتی رہی، اس طرح قرطبہ، طلیطلہ سب اسلام کے زیر نگیں آگئے اور ان تمام مقبوضہ علاقوں میں اسلام کی ایک مضبوط ومستحکم حکومت قائم ہوگئی، مسلم حکمرانوں اور گورنروں نے زراعت وتجارت سے اندلس کے شہروں کو گل گلزار بنادیا، صنعت وحرفت اور علوم وفنون کے ایسے بہت سے شاندار کارنامے انجام دئے جو آج بھی ان کی روشن یادگار کی حیثیت سے ثبت ہیں، مشہور مستشرق ''سدیو'' نے اندلس کی شہری اور تمدنی وسعت کا ذکر کرتے ہوئے لکھا کہ اندلس میں عربوں نے ایسی شاندار عمارتیں بنائیں جو دنیا میں اپنی نظیر نہیں رکھتی، صرف ایک مسجد قرطبہ کو ہی لیجئے جواب تک باقی ہے اور اپنی عظمت کے لحاظ سے دمشق کی جامع اموی سے ہمسری کا دعویٰ کررہی ہے، اسپین کے عرب علوم وفنون، صنعت وحرفت اور اخلاق وعادات میں اہل فرنگ سے کہیں بڑھ چڑھ کر تھے، قرآن پر عامل ہونے کی وجہ سے یہ لوگ کسی حسب ونسب پر ترقی کا دارومدار نہیں رکھتے تھے بلکہ اس کے فضائل وکمالات کو دیکھتے تھے، (دائرۃ المعارف)

اس طرح حکمراں، اندلس اور اس کے شہروں کی تعمیر وترقی میں لگے ہوئے تھے، دوسری طرف گانتھ اقوام نسلی امتیاز میں منقسم ہوچکی تھی، جس کی ایک نسل نے عیسائی مذہب قبول کرلیا اور حکومت سازی میں شریک کار بن گئی، البتہ دوسری نسلوں کے عیسائی مذہبی تشدد کو بھڑکانے میں لگ گئے اور اپنی قبائلی تقسیم کو مٹا کر یک وطنی قوم کا نعرہ دینا شروع کیا، اس طرح وہ اپنی منتشر قوتوں کو یکجا کرتے رہے، اور دوسری جانب برسر اقتدار حکمراں اور گورنر آپسی خانہ جنگیوں کے شکار ہونے لگے حتی کہ حکمراں طبقہ فرقوں میں بٹ گیا جس کو جو علاقہ ملا قبضہ کرنے لگا، سیاسی انتشار اور مرکزیت کے فقدان کے سبب طوائف الملوکی کا ایسا دور شروع ہوا کہ علم وادب کے چشمے خشک ہونے لگے، علماء مباحثوں، مناظروں اور دور از کار مسائل کی تحقیق میں مشغول ہوکر وقت ضائع کرنے لگے، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سرحدی نصرانیوں کو اپنی پائمال شدہ حالت کو سدھارنے کا موقع مل گیا، نئی سیاسی صف بندی اور کوتاہ اندیش امراء وگورنر کی معیت میں انہوں نے اندلس کے دارالخلافہ غرناطہ پر چڑھائی کردی اور آہستہ آہستہ اندلس اور اس کے دوسرے شہروں پر قبضہ جمانے لگے، آخری فرماں روا عبداللہ کو شہر بدر ہونا پڑا، پروفیسر محمد یٰسین مظہر صدیقی نے لکھا کہ اس دور کی یا بعد کے دوسرے ادوار کی بگاڑ کی اصل وجہ مرکزی حکومت کی کمزوری اور صوبوں، ولایتوں کے سالاروں، والیوں اور قبائلی سردار کی سیاسی طاقت اور آزاد حکمرانی کی خواہش تھی اور سب سے بڑا سبب یہ تھا کہ اسلام کی گرفت ان پر کمزور پڑگئی تھی وہ ایک امت واحدہ سے تعلق رکھنے کے باوجود اس کے صحیح شعور سے خالی تھے، ان کی زندگی میں اس کی عمل داری نہ تھی اس لئے وہ بغاوت کرتے رہے اور یہ صورتحال بعد کے ادوار میں زیادہ رونما ہوئی (تاریخ تہذیب اسلامی ص۳۴)

اس طرح سقوط غرناطہ کے بعد اندلس کی مسلم حکومت باہمی خانہ جنگیوں سے ختم ہوگئی اور ایک وقت ایسا آیا کہ عیسائی حکمرانوں نے اعلان کردیا کہ جو عیسائی مذہب قبول نہیں کرے گا وہ اسپین سے نکل جائے، چنانچہ کچھ لوگ باعزت طریقے سے افریقہ ہجرت کرگئے اور جو اسپین میں اقامت پذیر رہے وہ عیسائیوں کے ظلم وستم کا شکار بنتے رہے، تمدن عرب کا مشہور مصنف ''موسیو لیبان'' کہتا ہے کہ اندلس کے غریب مسلمانوں پر جو مظالم ڈھائے گئے دنیا کی تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی، حالانکہ یہی وہ مسلمان تھے جنہوں نے اقتدار اور حکومت کے زمانے میں عیسائیوں پر کبھی اس قسم کے ظلم نہیں کئے، اگر وہ ایسا کرنے پر آجاتے تو آج پورا جزیرہ نما اسپین عیسائیوں کے نام ونشان اور ان کے وجود سے یکسر خالی ہوجاتا۔ (مسلمانوں کا عروج وزوال ص ۲۰۷)

لیکن عیسائیوں نے مسلم حکمرانوں کی رواداری کو قطعی فراموش کردیا اور سو سال کے اندر اندر مسیحیوں کے ظلم وستم کے باعث لاکھوں مسلمان ہجرت کرکے مراکش اور شمالی افریقہ میں آباد ہوگئے ان کے قبائل آج بھی وہاں مہاجر کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں۔ لاکھوں مسلمانوں کا قتل عام ہوا اور بیشمار اہل ایمان مسیحی ظلم وستم کی تاب نہ لاکر مسیحی بن گئے۔ یوں ایک بزدل حکمران کی شامت اعمال کا نتیجہ اہل اندلس کو دیکھنا پڑا۔

ہندوستان میں بھی ایک ہزار سال تک مسلمانوں نے شاندار حکومت کی اور کسی بھی مسلم حکمراں نے کسی زمانے میں بھی یہ کوشش نہیں کی کہ حکمراں قوم کا مذہب محکوموں کا بھی مذہب بنادیا جائے، بادشاہ مذہب اسلام کا محافظ ونگہبان ضرور سمجھا جاتا تھا، لیکن اس نے کبھی غیر مسلم رعایا کے عقائد پر تبدیلی کے لئے دباؤ نہیں ڈالا۔

اٹھارہویں صدی عیسوی میں سرجان شور بہت بڑا منتظم گذرا ہے جو حکومت کے نظم ونسق میں بڑا ماہر سمجھا جاتا تھا، اس کا بیان ہے کہ جب ایسٹ انڈیا کمپنی برسر اقتدار ہوئی تو اس وقت صوبوں کے نظم ونسق میں ابتری ضرور تھی، لیکن اس کا جو نظام تھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مغلوں کی حکومت استحکام اور دانش مندی کی مضبوط بنیاد پر قائم تھی جس میں مختلف فرقوں کے حقوق کی پوری حفاظت تھی، ہندوؤں کے لئے قوانین ان ہی کے بنائے ہوئے تھے جن پر سختی سے عمل درآمد کرنے کی کوشش کی جاتی۔

لیکن ستم ظریفی کہئے کہ جب ملک آزاد ہوا تو ایک خاص نظریے کے حامل ہندو مہا سبھا اور RSS کے لوگوں نے پہلے ہندوستانیوں کو مذہبی بنیادوں پر تقسیم کیا اور پھر آہستہ آہستہ نسلی وخاندانی اور مسلک ومشرب کی بنیاد پر لوگوں کو مختلف خانوں میں بانٹ دیا، اور جب اس کی سازشوں کی جڑیں مضبوط ہوگئیں تو وہ مذہبی شعائر کو تختۂ مشق بنانے میں لگ گئے، گویا وہ ہندوستان کو اسپین ثانی بنانے کی جدوجہد کررہے ہیں، ان حالات میں ہندوستانیوں کو ملک کے تحفظ اور جمہوری نظام کی بالادستی کے لئے بیدار رہنے کی ضرورت ہے، اس کے لئے ضروری ہے کہ خود مسلمان اپنی اجتماعی قوت کو مسلک ومشرب سے بلند تر ہوکر ایک مرکز سے وابستہ کریں، اور برادران وطن سے اپنے انس ومحبت کے راہ ورسم کو تیز کریں، اس سے ملک بھی محفوظ رہے گا اور تعلق بھی استوار رہیں گے، یہی وقت کا تقاضا ہے اور یہی حکمت عملی بھی۔

نقیب کے خریداروں سے گذارش

اگر اس O دائرہ میں سرخ نشان ہے، تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے۔ براہ کرم فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زر تعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائیل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں۔ مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر ڈائرکٹ بھی سالانہ یا ششماہی زر تعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کردیں۔

A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168
Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
Mobile: 9576507798 رابطہ اور واٹس آپ نمبر

نقیب کے شائقین کے لئے خوشخبری ہے کہ اب نقیب مندرجہ ذیل سوشل میڈیا اکاؤنٹس پر آن لائن بھی دستیاب ہے۔
Facebook Page: http//@imaratshariah
Telegram Channel: https://t.me/imaratshariah

اس کے علاوہ امارت شرعیہ کے آفیشیل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کرکے نقیب سے استفادہ کرسکتے ہیں۔ مزید مفید دینی معلومات اور امارت شرعیہ سے متعلق تازہ خبریں جاننے کے لئے امارت شرعیہ کے ٹویٹر اکاؤنٹ imaratshariah@ کو فالو کریں۔

(مینیجر نقیب)

Print & Design by : Azimabad Printers, Patna-06 # 9473371988

Scanned with CamScanner